بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۲۰	ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ / نومبر ۲۰۱۲ء	شمارہ : ۱۱

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 12 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 10 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 15 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "اَنوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "اَنوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۰
اَرضِ دیوبند	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۵
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۵
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۸
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۰
اِسلامی صکوک : تعارف اَور تحفظات	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۳۳
توہینِ رسالت دہشت گردی ہے !	حضرت مولانا محمد صدیق صاحب	۴۳
شاہ شمس سبزواری : ایک تحقیق، ایک تجزیہ	جناب محمد عرفان شجاع صاحب	۴۹
وفیات		۶۲
اَخبار الجامعہ		۶۳

ضروری اعلان

مسلسل گرانی کے سبب عرصہ سے اِس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے سالانہ نرخ میں اِضافہ کیا جائے مگر حتی المقدور اِس فیصلہ کو مؤخر کیا جاتا رہا۔ اَب حال ہی میں طباعت اَور کاغذ کی قیمت کے غیر معمولی اِضافہ نے نرخ میں اِضافہ ناگزیر کر دیا ہے لٰہذا اپنے ماہنامہ کی اَعلیٰ روایات کو برقرار رکھنے کی خاطر اِس کا سالانہ چندہ اَگلے سال سے 200 روپے سے بڑھا کر 300 روپے کر دیا گیا ہے، قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

صلیبی اَور صہیونی شاطرں نے پہلے کی طرح حسبِ معمول ایک اَور مکروفریب کا جال مارا اَور دُنیا کی نظروں میں دھول جھونک کر اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کی مذموم کوشش کی۔ اِس بار بھی اُن کا خاص ہدف یہ تھا کہ دینی مدارس اَور مذہبی تحریکوں کو بدنام کر کے رائے عامہ کو اِس دَرجہ خراب کر دیا جائے کہ ملک میں اِشتعالی فضاء پیدا ہو جائے تاکہ عوام میں مدارس کی مقبولیت اَور دینی تحریکوں کی پیش قدمی کے آگے بند باندھا جا سکے۔ اَپنی اِس ناپاک سازش کے بھینٹ اِس بار اُنہوں نے مینگورہ کی ایک کمسن اَور ناسمجھ بچی کو چڑھا دیا، بچی کا باپ جو دَولت اَور شہرت کا بھوکا ہے اِس خونِ ناحق میں برابر کا شریک ہے۔

اگر فی الواقع یہ اِنسانی حقوق اَور معصوم جانوں کا معاملہ ہوتا تو مذہبی قوتیں سب سے پہلے صدائے اِحتجاج بلند کرتیں مگر صرف بددین اَور لامذہب طبقے کا آسمان سر پر اُٹھا لینا اَور ملالہ کے ساتھ زخمی ہونے والی اُسی اسکول کی دیگر دو معصوم بچیوں کو بالکل نظر اَنداز کر دینا، اُن کو علاج کی سہولتیں فراہم کی گئیں نہ کفِ اَفسوس مَلا گیا اَور نہ ہی کسی مگر مچھ (اَین جی اَوز) نے آنسو بہایا۔

اِن مگر مچھوں نے عافیہ صدیقی ، ڈرون زدہ معصوم اَفغانی اَور قبائلی، عراق میں اَمریکی مظالم، فلسطین میں اِسرائیلی بربریت، برما میں بے قصور مسلمانوں کا قتلِ عام، کشمیر میں بھارتی جبر، ہندوستان میں مسلم کُش ہنگامے، پاکستان میں لاپتہ اَفراد کی بے کسی اَور لاچاری جیسے رُونما ہونے والے سانحوں پر کیوں آنکھیں اَور کان بند کررکھے ہیں۔

یہ سوالات دُنیا کے سیاسی نقشے پر گہری نظر رکھنے والے ہر باشعور اَور اِنصاف پسند اِنسان کے ضمیر کی آواز ہیں جن کا یا تو جواب دینا ہوگا یا بدلہ !

اَخبارات و جرائد میں اَب تک بہت سے تبصرے اِس قضیہ پر آچکے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اِتنا وقت گزرنے کے بعد اپنی طرف سے اِس پر مزید کچھ لکھنا زیادہ مفید نہ ہوگا اِس لیے ہم صرف ۱۶/ اکتوبر کو روزنامہ اُمت میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کی نقل پر اِکتفا کرتے ہیں جس سے قارئین کرام پر معاملہ کی اَصل حقیقت آشکارہ ہوجائے گی۔

''ملالہ یوسف زئی کو علاج کے لیے برطانیہ روانہ کردیا گیا ہے جبکہ والد، والدہ اَور چھوٹے بھائی کے بھی ساتھ جانے کی اِطلاع ہے تاہم پاکستان میں موجود دو بھائی اَور دیگر رشتہ دار نامعلوم مقام پر منتقل ہوگئے ہیں اَور اُنہوں نے اَپنے ٹیلیفون بھی بند کررکھے ہیں۔

ذرائع کا کہنا ہے کہ ملالہ پر حملے کی آڑ میں بعض اَین جی اَوز نے اِسلامی شعائر پر تنقید اَور دینی مدارس اَور طالبان کے خلاف نازیبا کلمات اِستعمال کرکے پورے واقعہ کو متنازعہ بنادیا ہے جس کی وجہ سے لوگ اَب ملاملہ یوسف زئی کے والد ضیاء الدین کو اِس واقعہ کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں کہ اُنہوں نے اَپنی بیٹی کو اپنے مقاصد کے لیے اِستعمال کیا جس کا نقصان پورے معاشرے کو اُٹھانا پڑا ہے۔

ذرائع کے مطابق ضیاء الدین یوسف زئی کے والد کا تعلق ضلع شانگلہ کے علاقے کانگڑہ شاہ پور سے ہے اَور اُن کے دَادا والیٔ سوات کی عدالت میں قاضی تھے۔

ضیاء الدین یوسف زئی کے والد ایک عالم دین اَور جمعیة علمائے اِسلام (ف) کے مقامی رہنما تھے لیکن ایک علمی اَور مذہبی گھرانے سے تعلق کے باوجود ضیاء الدین یوسف زئی دَورِ طالب علمی میں کمیونسٹ نظریات کی حامل عوامی نیشنل پارٹی کی ذیلی تنظیم 'پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن' میں شامل ہوگئے تھے جس پر اُن کے والد نے ناراض ہوکر اُنہیں گھر سے نکال دیا تھا بعد اَزاں ضیاء الدین نے سوات میں سکونت اِختیار کر لی تھی۔ اِس دَوران ضیاء الدین کا عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ تعلق تو رہا لیکن وہ اے این پی کی سیاسی سرگرمیوں میں فعال نہیں رہے بلکہ اپنے خوشحال پبلک اسکول و کالج کے معاملات کو ہی دیکھتے رہے۔ یہ اَوسط درجے کا ایک پبلک اسکول ہے اِس اسکول کو سوات آپریشن تک نہ تو طالبان نے کوئی دھکی دی اَور نہ اِسے بند رکھا، تاہم بعد اَزاں آپریشن کے دَوران یہ اسکول بند رہا اَور ضیاء الدین خاندان سمیت اَپنے آبائی گاؤں چلے گئے تھے۔ آپریشن ختم ہونے کے بعد وہ واپس سوات آگئے تاہم بعد کے حالات اَور بی بی سی پر ملالہ یوسف زئی کی ڈائریوں سے اُن کی بیٹی کو شہرت ملی اَور ضیاء الدین نے اِس شہرت کو ہر طرح سے اِستعمال کرنا شروع کردیا جس کے خطرناک نتائج سامنے آئے۔

ذرائع کے مطابق ضیاء الدین خاندان کے دیگر اَفراد کا تعلق آج بھی جے یو آئی کے ساتھ ہے اَور والد کی جانب سے گھر سے بے دخل کیے جانے کے بعد آج تک ضیاء الدین کا اپنے آبائی گھر میں داخلہ بند ہے حالانکہ اُن کے والد کا 2007ء میں اِنتقال ہو چکا ہے۔ ذرایع کا کہنا ہے کہ ضیاء الدین زمانۂ طالب ِعلمی سے شہرت کے بھوکے ہیں اپنے خیالات اَور نظریات کی وجہ سے وہ آج بھی اَپنے خاندان سے دُور ہیں۔

ذرائع کا کہنا ہے کہ سوات آپریشن میں 25 لاکھ سے زائد اَفراد متاثر ہوئے، اپنے گھر بار، کھیت کھلیان اَور کاروبار چھوڑ کر مہینوں کیمپوں میں مصیبتیں جھلیں لیکن اَپنا دُکھ دَرد پختون روایات کے مطابق اپنے سینوں میں چھپائے رکھا، اُسے مالی منفعت اَور شہرت کے لیے اِستعمال نہیں کیا جبکہ اِس کے برعکس ضیاء الدین نے شہرت کے حصول کے لیے اپنے بچی ملالہ یوسف زئی کے ذریعے مختلف اِداروں، اَین جی اَوز اَور میڈیا تک رسائی حاصل کر لی۔ سوات آپریسن کے خاتمہ کے بعد متاثرین واپس آکر اپنے گھرں کی مرمت اَور کاروبار کی بحالی میں مصروف ہوگئے اَور اُن کے برعکس ضیاء الدین اپنے اسکول کے لیے فنڈ اکھٹے کرنے اَور این جی اَوز سے پیسے بٹورنے لگے۔ مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ ضیاء الدین نے محض دولت و شہرت کے لیے اَپنی بیٹی کی زندگی داؤ پر لگا دی ہے۔

ضیاء الدین کے ایک قریبی رشتہ دار کا کہنا ہے کہ ملالہ یوسف زئی کے علاج کے لیے بیرونِ ملک روانگی کے بعد ضیاء الدین کی فیملی سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے کیونکہ اُن کے فون نمبر بند مِل رہے ہیں۔ شاہ پور میں مقیم ضیاء الدین کے رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ وہ صرف سوات آپریشن کے دَوران یہاں آئے تھے، اُن کا یہاں آنا جانا نہیں، طویل عرصہ سے خاندان کے ساتھ اُن کا تعلق واجبی سا ہے۔ رشتہ داروں کا کہنا تھا کہ ضیاء الدین کے والد عالمِ دین تھے اَور اُنہوں نے اپنے بیٹے کے نظریات کی وجہ سے خاندان کے تمام اَفراد کو ضیاء الدین سے میل جول رکھنے سے سختی سے منع کیا ہوا تھا۔

دُوسری جانب ملاملہ یوسف زئی پر قاتلانہ حملہ کے بعد جانبدارانہ اَور غیر ذمہ دارانہ میڈیا کوریج پر پاکستان کے سیکولر اَور مذہبی طبقات کے دَرمیان کشیدگی بڑھ گئی ہے جبکہ بعض جگہ جھڑپیں ہونے کی اِطلاع بھی مِلی ہیں۔ ملالہ یوسف زئی کے خلاف

بولنے پر جماعتِ اِسلامی اَور اے این پی کے کارکنوں میں اُس وقت جھڑپ ہوگئی جب جندول لوئر دیر میں ایک جنازے کے موقع پر جماعت اِسلامی کے سابق ضلعی اَمیر مولانا گلاب نے ملالہ کے ساتھ زخمی ہونے والی بچیوں کو نظر اَنداز کرنے پر حکومت پر تنقید کی تو وہاں موجود اے این پی کے کارکن مشتعل ہوگئے جس پر اے این پی کے سابق ناظم حاجی عنایت اَور تحصیل منڈا کے صدر فضل محمود نے مولانا گلاب کو تقریر سے روک دیا۔ اِس دَوران دونوں جماعتوں کے کارکن ایک دُوسرے سے لڑ پڑے تھے تاہم علاقے کے مشیران نے معاملہ رفع دفع کر دیا۔

اِدھر میڈیا کی یک طرفہ رپورٹنگ کے حوالے سے طالبان ذرائع کے کا کہنا ہے کہ اُن کی بات سننے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں ہے اَور جو لوگ اِس مسئلے کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں یا طالبان ترجمانوں کی باتیں شائع یا نشر کرنا چاہتے ہیں اُنہیں طالبان کا حامی قرار دیا جا رہا ہے۔ اُدھر ملالہ کی بیرون ملک روانگی سے قبل اُس کی صحت کے حوالے سے آئی ایس پی آر کے ذرائع کا کہنا تھا کہ اُس کی حالت خطرے سے باہر نہیں تھی اَور اَب تک مصنوعی تنفس پر زندہ رکھا گیا تھا۔ ملالہ کو بیرونِ ملک منتقل کرنے کے اَخراجات حکومتِ پاکستان نے برداشت کیے ہیں۔

دُوسری جانب ملالہ کے خاندانی ذرائع کا کہنا ہے کہ جب ملالہ کو سوات سے پشاور سی ایم ایچ منتقل کیا گیا تو سی ایم ایچ کے ڈاکٹروں نے ملالہ کے والد کو بتایا تھا کہ یہاں بین الاقوامی معیار کی تمام سہولتیں میسر ہیں اَب یہ آپ پر منحصر ہے کہ اَپنی بیٹی کا علاج یہاں کراتے ہیں یا اِسے بیرونِ ملک لے جاتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق بعض حلقوں کی جانب سے اُس وقت بھی ملالہ کے خاندان پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ ملالہ کا بیرونِ ملک علاج کروایا جائے پھر فوری طور پر ملالہ کو آرمڈ فورسس انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی راولپنڈی منتقل کیا گیا جہاں پشاور سے بھی زیادہ جدید سہولیات

میسر تھیں اَور دَرجنوں ڈاکٹر لمحہ بہ لمحہ ملالہ کی حالت کا جائزہ لے رہے تھے اُسے اِحتیاطًا مصنوعی تنفس دے کر بے ہوشی کے عالم میں رکھا گیا تھا۔

ذرائع کے مطابق ملالہ کو ایک مرحلہ پر ہوش میں لایا گیا تھا تاکہ اُس کی دماغی حالت کا اَندازہ لگایا جاسکے کیونکہ گولی لگنے سے ملالہ کی سر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اَور اُس کے دماغ میں خراش آئی تھی۔ ذرائع کے مطابق ''ٹمپرول'' دماغ کا وہ حصہ ہوتا ہے جو جسمانی حرکات کو کنٹرول کرتا ہے ملالہ کے دماغ کا یہ حصہ کام کر رہا ہے کیونکہ جب وہ ہوش میں آئی تو ڈاکٹر نے اُس سے کہا کہ تم اپنی پلکیں جھپکاؤ تو اُس نے اپنی پلکیں جھپکائیں اَور ہاتھ پاؤں کو حرکت دی۔ اُس کے والد سامنے ہی کھڑے تھے ڈاکٹر نے پوچھا اِن کو جانتی ہو تو اُس نے آنکھوں کے اِشارے سے ہاں میں جواب دیا پھر ڈاکٹر نے ملالہ سے کہا کہ مٹھی بناؤ تو اُس نے مٹھی بنا کر دِکھائی لیکن دماغ کے زخم کو دیکھتے ہوئے ملالہ کو مسلسل وینٹی لیٹر پر رکھا گیا اَور نفسیاتی کیفیت کو بگڑنے سے بچانے کے لیے خواب آور دوائیں دی جاتیں رہیں۔

اِس دوران پاک فوج کے ڈاکٹر اِنتہائی توجہ سے ملالہ کا علاج کر رہے تھے ملالہ کی ۹/اَکتوبر سے ۱۵/اکتوبر تک اِنتہائی توجہ سے دیکھ بھال کی گئی۔ نیورو سرجری کا نازک آپریشن پشاور میں کیا گیا جس میں ملالہ کے سر سے گولی نکالی گئی اَور اِس آپریشن کی بین الاقوامی ماہرین نے بھی تعریف کی۔ اگرچہ ملالہ کو بیرونِ ملک منتقل کرنے کے لیے اُس کے والدین سے مشورہ کیا گیا لیکن اُنہوں نے تمام تر ذمہ داری ڈاکٹروں پر ڈال دی کہ وہ ملالہ کی طبی حالت دیکھتے ہوئے جو فیصلہ کریں گے وہ اِنہیں قبول ہوگا۔

ملالہ کے والدین اے ایف آئی راولپنڈی میں ملالہ کے علاج سے مطمئن تھے لیکن ذرائع کے مطابق حکومت ملالہ کے بیرونِ ملک علاج پر مسلسل دباؤ ڈال رہی

تھی لہٰذا پاکستانی اَور غیر ملکی ڈاکٹروں کی مشاورت کے بعد متحدہ عرب اَمارات سے ائیر ایمبولینس منگائی گئی اَور ملالہ کو برطانیہ لے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔''

(روزنامہ اُمت کراچی ۱۶ر اکتوبر ۲۰۱۲)

اِس رپورٹ کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ میڈیا پر چھائے مرزائی اَور آغا خانی رشوت خور تجزیہ نگاروں کے قبل اَز وقت جانبدرانہ تجزیے اَپنے آقاؤں کی نمک حلالی کے لیے تھے جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ فوری اِشتعال پیدا کر کے تصادم کی ایسی فضا قائم کی جائے جو''سنجیدہ'' اَور ''غیر سنجیدہ'' طبقہ میں خانہ جنگی پر منتج ہو۔ اگر اِس ناخوش گوار واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق نہ بھی کرائی گئی تب بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر خاص و عام پر اِس واقعہ کی جعل سازی واضح ہوتی چلی جائی گی۔

جبکہ ۲۰۱۰ء میں اَمریکی اَخبار نیویارک ٹائمز کی بنائی گئی ایک ڈوکومینٹری میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ

''بچی کے باپ ضیاء الدین یوسف زئی نے پاکستان میں اَمریکی سفیر، صدر بارک اَوباما کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک، اَمریکی وزیر خارجہ اَور اَعلیٰ اَمریکی فوجی عہدہ داروں سے خفیہ ملاقاتیں کی تھیں اَور اُن سے درخواست کی تھی کہ وہ سوات آپریشن کو یقینی بنائیں تاکہ وہاں سے طالبان کا صفایا کیا جاسکے۔''

(ہفت روزہ ضرب مومن ۱۹ تا ۲۵ر اکتوبر)

ٹائمز کی رپورٹ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہیں کہ ''دال میں کالا کالا'' نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے۔

اللہ تعالیٰ عالمِ اِسلام کو کفر کی سازشوں کو سمجھنے اَور اُن سے بچاؤ کی فکر عطا فرمائے، آمین۔

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درس حدیث

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

بیعت میں بندہ اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرتا ہے

پیر کا بیعت یا کسی بھی موقع پر غیر عورتوں کو چھونا حرام ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 71 سائیڈ A 1987 - 06 - 28)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں حضرت عَمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ اَپنا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ میں جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو میں نے عرض کیا کہ اُبْسُطْ یَمِیْنَکَ فِلَاُبَایِعْکَ جناب اَپنا دستِ مبارک دَاہنا یہ پھیلایئے میں بیعت کروں، میں بیعت ہوجاؤں۔ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اَپنا دستِ مبارک پھیلا دیا فَبَسَطَ یَمِیْنَہٗ. ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت ہوتی ہے یہ ایک طرح کا معاہدہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے، ماضی میں جو کچھ کیا ہے اُس سے توبہ، آئندہ نہ کرنے کا وعدہ، آئندہ گناہ نہیں کروں گا اَور اِستغفار بھی کرتا رہوں گا، گناہ تو ہوتے رہتے ہیں پتہ بھی نہیں چلتا اِنسان کو۔ اَب اُنہوں نے کہا میں جناب کے دستِ مبارک پر بیعت کر رہا ہوں تو آقائے نامدار ﷺ نے دستِ مبارک پھیلا دیے۔ اَور بیعت جو ہے وہ زبانی بھی ہو

سکتی ہے، ہاتھ پر ہاتھ نہ رکھیں اِس طرح بیعت ہو یہ بھی ہوسکتی ہے اَور غائبانہ بھی ہوسکتی ہے خط وکتابت کے ذریعہ، زبانی کہلانے کے جواب میں بھی ہوسکتی ہے۔

عورتوں کی بیعت کا طریقہ :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر ہوا ہوگا عورتوں کی بیعت کا کہ بیعت ہوا کرتی تھیں یا نہیں، ہوتی تھیں تو کس طرح سے ہوتی تھیں مردوں کا تو یہ دیکھنے میں آتا تھا کہ ہاتھ مس کرتے ہیں اَور جو رسول اللہ ﷺ وعدہ لیں وہ وعدہ کرتے ہیں یہ بیعت ہوگئی۔

''موت پر بیعت'' کا مطلب :

اَب حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو کے قریب صحابہ کرامؓ نے بیعت کی تو اُس میں کوئی لمبے کلمات تو نہیں تھے، آتے تھے آکر بیعت کرتے تھے کہ میں جہاد میں ثابت قدم رہوں گا چاہے مرجاؤں پیچھے نہیں ہٹوں گا تو کوئی صحابی تو کہتے ہیں کہ ہم نے بیعت کی کہ بھاگیں گے نہیں، کوئی صحابی کہتے ہیں کہ بیعت علی الموت کی، ''بیعت علی الموت'' کا مطلب بھی یہی ہے یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ہم ضرور مرہی جائیں گے بلکہ اِس کا مطلب بھی یہی ہے کہ بھاگیں گے نہیں چاہے مرجائیں تو اُس میں صرف یہ کلمات تھے تو چودہ سو صحابہ کرام تھوڑی دیر ہی میں بیعت ہوگئے تفصیلی لمبے کلمات کی ضرورت نہیں ''میں نے بیعت کرلیا'' بس۔ بیعت ہونے والے کے جواب میں کہہ دے تو بھی بیعت ہوگئی لیکن جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے مس ہوجانا کسی کے ہاتھ کا، یہ تو بہت بڑا شرف ہے اَنمول ہے بہت بڑی بات ہے۔

عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ :

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورتیں کیسے بیعت ہوتی تھیں ؟ تو اُنہوں نے فرمایا اَور بقسم فرمایا کہ مَامَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَدَ امْرَأَۃٍ قَطُّ [1] جنابِ رسول اللہ ﷺ

[1] بخاری شریف کتاب الطلاق رقم الحدیث ۵۲۸۸

کا دَستِ مبارک کسی اَجنبی عورت کے لیے بیعت کرنے کے واسطے بالکل کبھی نہیں چھوا۔ ہاں زبانی آپ بیعت فرماتے تھے کَانَ کَلَامًا ۔

اُس کا طریقہ یہ تھا کہ آپ نے ایک مضمون اِرشاد فرمادیا سنادیا کہ ایسے ہے ایسے ہے تم لوگ عہد کرو اَنْ لَّا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ زنا نہیں کریں گی چوری نہیں کریں گی وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَأْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ کسی پر بہتان تراشی نہیں کریں گی وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ اچھی بات جو ہوگی اُس میں کبھی نافرمانی نہیں کریں گی فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ تو یہ حکم دیا ہے اللہ نے کہ بیعت کرلو اَور اللہ سے اُن کے واسطے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خطائیں معاف فرماتا رہے یا معاف فرمادے اِستغفار کرو اُن کے لیے۔

تو رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہی تھا اِس طرح کے کلمات فرمادیتے تھے کہ یہ نہیں کرنا یہ نہیں کرنا یہ نہیں کرنا اَور یہ کرنا ہے پھر دَریافت فرمالیتے تھے اَنْتُنَّ عَلٰی ذٰلِکُ [1] تم اِس عہد کو قبول کرتی ہو تم اِس عہد کی پابندی کرنے کا عہد کرتی ہو وہ کہہ دیتی تھیں کہ جی ہاں، یہ بیعت ہوئی لیکن دستِ مبارک سے کسی عورت کو چھوا ہو یہ نہیں ہوا کبھی بھی۔

پیر کا غیر عورتوں کو ہاتھ لگانا حرام ہے :

لٰہذا آج کے دَور میں اَگر کوئی پیر آئے اُس کو عورتیں مس کریں وہ عورتوں کو مس کرے دونوں چیزیں حرام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا جن کے لیے ساری اُمت اَولاد ہے اَور ساری اُمت کے لیے رسول اللہ ﷺ شفیق بھی ہیں والد بھی ہیں سب کچھ ہیں آپ نے نہیں کیا ایسا کام تو اَب اَگر کوئی پیر بے پردگی پھیلاتا ہو وہ غلط ہے خلافِ شرع ہے بالکل حرام ہے تو ایسا پیر جو اِس طرح کرے وہ ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتا کیونکہ وہ تو ایک نہایت غلط کام کی طرف دعوت دے رہا ہے، خود غلط کام میں مبتلاء ہے کہ وہ چھو رہا ہے۔

---

[1] بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۸۹۵

آپ کا دستِ مبارک بڑھانا اَور اِن کا کھینچنا، عرب کے چار دَانا :

بہر حال حضرت عمروابن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ دَرخواست کی تو آقائے نامدار ﷺ نے اَپنا دستِ مبارک پھیلا دیا۔اَب کہتے ہیں حضرت عمروابن العاصؓ فَقَبَضْتُ یَدِیْ کہ پھر میں نے اَپنا ہاتھ کھینچ لیا۔اَب یہ بات بڑی عجیب تھی کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ تو اپنا دستِ مبارک اُنہیں بیعت ہونے کے لیے عنایت فرما رہے ہوں اَور وہ پیچھے ہٹ جائیں تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا مَالَکَ یَا عَمْرُو کیا بات ہے، عمرو کیا ہوا ! یہ تمہیں کیا ہوا ! تو تھے یہ بہت ہوشیار، بہت ہی زیادہ ہوشیار لوگوں میں اِن کا شمار تھا، چیدہ چیدہ عرب کے نامور سمجھدار لوگ جو گزرے ہیں اُن میں شمار ہے اِن کا، حضرت عمرو بن العاص ہیں حضرت معاویہ ہیں مغیرہ ابنِ شعبہ ہیں اَور قیس ہیں رضی اللہ عنہم یہ سب ''دُہاۃِ عرب'' میں گویا شمار ہوتے تھے بہت بڑے بڑے صاحبِ تدبیر بھی اَور بہادر بھی۔

گوریلہ جنگ کے ماہر :

حضرتِ مغیرہ ابنِ شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو کہتے تھے کہ اَگر کسی مکان میں بند کر کے سارے دَروازے بند کردیں اُس کے، تو بھی اپنے لیے وہ راستہ نکال لیں گے وہ گوریلہ لڑائی کے ماہر تھے بہادُر بھی تھے۔تو یہ بھی اِسی طرح بہت ہوشیار بہت برموقع ہر چیز سوچ سکنے والے۔

تو یہ عرض کرنے لگے اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ میں جو بیعت ہونا چاہتا تھا میرے ذہن میں یہ آیا کہ میں ایک شرط لگاؤں بیعت ہونے کے لیے تو آقائے نامدار ﷺ کی طبیعتِ مبارکہ میں شفقت، نرمی، حلم بہت زیادہ تھا برا نہیں مانے حالانکہ یہ حرکت ایسی کی کہ بیعت ہونے کو کہتے ہیں جب آپ نے دَستِ مبارک آگے بڑھایا تو اُنہوں نے پیچھے کھینچ لیا خفگی بھی ہوسکتی تھی مگر پوچھا کیا ہوا ہے تمہیں ! یہ کیا ہوا ! تو جواب میں یہ کہہ رہے ہیں میں چاہتا ہوں ایک شرط لگاؤں اِس پر بھی خفگی ہوسکتی تھی مگر دونوں دفعہ خفگی نہیں ہوئی بلکہ وہ نرمی شفقت محبت حلم جو نبی کا ظرف ہوتا ہے وہ قائم ہے بدستور تو دریافت فرمایا کہ تَشْتَرِطُ مَاذَا کیا شرط لگانی چاہتے ہو ؟ تو وہ کہنے لگے کہ قُلْتُ اَنْ یُّغْفِرَلِیْ

یا یُغْفَرَلِیْ میں یہ شرط لگانی چاہتا ہوں کہ میرے گناہ معاف کردیے جائیں گویا جناب میرے لیے ذمہ داری لے لیں کہ میرے گناہ معاف کردیے جائیں۔

تسلی بخش جواب، اہم نکتہ سمجھایا :

آقائے نامدار ﷺ نے اُن کو چند مسائل بتلائے قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَاعَمْرُو تمہیں یہ نہیں معلوم اے عمرو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ اِسلام جب کوئی قبول کرتا ہے تو جو کچھ پہلے کیا ہوتا ہے سب ختم وَاَنَّ الْھِجْرَۃَ تَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَھَا ہجرت جو کیا کرتے تھے اَور ہجرت فرض تھی تو ہجرت بھی ایسی ہی چیز تھی جو کچھ پہلے ہوا ہے اللہ معاف فرمائیں گے اَور یہ بھی فرمایا کہ اَنَّ الْحَجَّ یَھْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَہٗ [1] آدمی اگر صحیح طرح ڈرتا ہوا تواضع کرتا ہوا اِستغفار کرتا ہوا حج کے اَرکان اَدا کرتا ہے گناہ سے بچتے ہوئے کرلیتا ہے تو جو اُس سے پہلے ہوئے ہیں گناہ وہ معاف ہوجاتے ہیں۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کی شرط لگائی جائے تو پھر یہ بیعت ہوگئے۔ آگے حدیث شریف میں سکوت ہے اَور شرف ہی کی چیز ذکر کی جارہی ہے۔ بعد میں آقائے نامدار ﷺ نے اِن کو بیعت کرلیا۔

لیکن سمجھداری کی بات ہے اَور سمجھداری دین میں بھی کام آتی ہے اَور سمجھداری سے کام کیا جائے تو بہت سا راستہ طے ہوجاتا ہے ایک دَم، دینی اِعتبار سے بھی اِسی طرح ہے جیسے دُنیاوی اِعتبار سے ہے کہ آدمی سوچتا رہتا ہے کہ مقصد کو پہنچنے کا قریبی راستہ قریبی تدبیر کیا ہوسکتی ہے اِسی طرح سے آخرت کا اَور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا معاملہ بھی ہے کہ اِسلام نے تو بتلادی ہیں تمام چیزیں اَب اِن میں سے اِنتخاب کرنا اَور قریب تر راستہ ڈھونڈھنا یہ آپ کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر اِستقامت دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............

---

[1] مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۸

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵۶

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

اَرضِ دیوبند [۱]

شادباش و شادزی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اِسلام کا جھنڈا بلند

(ظفر علی خاں مرحوم)

جن حضرات نے دیوبند رہ کر تعلیم حاصل کی ہے وہ خصوصًا اِن معلومات سے محظوظ ہوں گے۔

محلِ وقوع :

شمالی ہند میں ۲۹ / درجہ ۵۸ / دقیقے عرض البلد اور ۷۷ / درجے ۳۵ / دقیقے طول البلد پر ضلع سہارنپور کے متعلقات میں ایک قصبہ ہے کہا جاتا ہے کہ اِس کا قیام طوفانِ نوح کے بعد ہوا۔

---

[۱] معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اِس کا نام ''دیبن'' تھا بعد میں ''دیوبند'' کہلانے لگا جیسے کہ آگے شیخ علاؤ الدین چشتی (م : ۹۷۶ھ) کے ملفوظ سے معلوم ہوگا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی شیخ دانیال عثمانی رحمہ اللہ (جو ساتویں صدی ہجری میں گزرے ہیں) کے لیے اَپنے عقیدت مندانہ سلام میں ''دیبن'' کا لفظ اِستعمال کیا ہے۔

شیخ عثمانی کہ بُد دَر پارسائی بے عدیل
نازلِ دیہہ منونہ ، اَصلِ دیبن را سلام

(ماخوذ اَز تاریخ دیوبند ص ۶۴)

(بقیہ حاشیہ اَگلے صفحہ پر

کوہ ہمالیہ ۱؎ کے قریب سہارنپور ۲؎ واقع ہے اِس کے مشرق میں بجنور مغرب میں ضلع کرنال اَور جنوب میں مظفرنگر ہے۔

یہ ضلع علاقہ دوآبہ میں واقع ہے اِس کے مشرق میں دَریائے گنگا اَور مغرب میں دَریائے جمنا ہے۔ اِن دونوں دَریاؤں کے درمیان جو شہر ہیں وہ علاقہ دوآبہ میں واقع کہلاتے ہیں۔

دارُالعلوم کی رُوداد ۱۳۰۱ھ میں تحریر ہے :

''یہ قصبہ ہمیشہ سے اپنے گردونواح کے جملہ مقامات اَور دیہات میں آب و ہوا کی عمدگی اَور خوبی میں مشہور رہے اَلبتہ نہر کے جاری ہونے کے بعد سے آب و ہوا میں سابقہ اِعتدال باقی نہیں رہا۔ دیوبند سہارنپور اَور دہلی کے درمیان دہلی سے جانبِ شمال تقریبًا نوے میل دُور (۱۴۴ رکلومیٹر) اَور سہانپور سے بیس میل جانب جنوب واقع ہے۔''

صاحبِ تاریخ دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵) میں نے اَپنے رشتہ داروں سے ''دیوی بن'' نام بھی سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اِس کا مسجّع ومقفٰی نام یہ ہے ''دیوی بن برلبِ دَریائے گنگ'' ہوسکتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جہاں آبادی ہوگی اُس کے قریب سے دَریائے گنگا تک کوئی بن ہو۔ وہ حضرات یہ بھی فرماتے تھے کہ پہلے دَریا قریب بہتا تھا پھر دُور ہٹ گیا اَور راستہ بدل لیا، واللہ اعلم۔ حامد میاں غفرلہٗ

۱؎ بحوالہ ''شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ'' اَز اِقبال حسن خاں پی ایچ ڈی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (اِقبال خاں نے شیخ الہندؒ پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے پی ایچ ڈی کیا ہے) و تاریخ دیوبند مصنفہ سیّد محبوب رضوی طبع دوم مطبوعہ آزاد پریس دیوبند شائع کردہ علمی مرکز دیوبند۔

۲؎ ۷۲۶ھ/۱۳۶۴ء میں بعہد غیاث الدین تغلق ایک بزرگ شاہ ہارون چشتیؒ کے قیام سے سہارنپور کی آبادی کا آغاز ہوا چنانچہ اِبتداءً شاہ ہارون پور کے نام سے موسوم رہا پھر کثرتِ اِستعمال سے سہارنپور ہوگیا ''شہر پر زیب'' اِس کا تاریخی نام ہے۔ (بحوالہ جغرافیہ سہارنپور ص ۹ مطبوعہ ۱۸۶۸ء اَز تاریخ دیوبند ص ۴۳)

''زمانہ قدیم میں کوروا ور پانڈو کی وہ عظیم جنگ جو''مہا بھارت'' کے نام سے موسوم ہے جس میدان میں لڑی گئی اُس کی طویل وعریض حدود میں دیوبند کی سرزمین بھی شامل ہے۔''(ص ۴۵)

اُس جنگ کا زمانہ ایک ہزار سال مسیح کا بنتا ہے۔(حاشیہ تاریخِ دیوبند ص ۴۸)

تاریخ میں دیوبند کا ذکر''مارکنڈے پُران'' میں ملتا ہے جس سے دیوبند کی قدامت ثابت ہے نیز یہ بھی مشہور ہے کہ کورو پانڈو کے عہدِ حکومت میں دیوبند آباد تھا۔[۱] (تاریخِ دیوبند ص ۳۳)

اِمپیریل گزیٹر میں لکھا ہے :

''پانڈو نے ملک بدر ہونے کی پہلی مدت یہیں گزاری تھی یہاں کا قلعہ سالار مسعود غازی [۲] کے اَوّلین مفتوحہ قلعوں میں سے تھا۔''(تاریخِ دیوبند ص ۳۴)

دیوبند کا محلّہ قلعہ غالبًا اِسی حصہ پر آباد ہے وہیں اَب تحصیل کے دفاتر اَور پولیس اسٹیشن ہے۔

اِس کی قدامت کے بارے میں حضرت شیخ الہندؒ کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اَلْھَدِیَّۃُ السَّنِیَّۃُ میں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے اُس کی آبادی اِرشاد فرماتے ہیں۔

---

[۱] ہندو سنسکرتی کا ایک کیندر ص ۲ شائع کردہ نرائن نند سرستی۔(اَز تاریخِ دیوبند ص ۳۳)

[۲] سالار مسعود غازی اَوائل پانچویں صدی ہجری کے ایک اُولوالعزم مجاہد اَور سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے اِن کے والد سالار ساہو کو سلطان محمود نے اَجمیر کی مہم میں فوج کا سالار مقرر کیا تھا۔ سالار مسعود غازی ۴۰۵ھ/۱۰۱۴ء میں پیدا ہوئے نوجوانی میں دہلی، میرٹھ، قنوج اَور بہرائچ وغیرہ مقامات کی جنگوں میں نمایاں فتوحات حاصل کیں آخر میں بہرائچ میں مقیم تھے کہ گردونواح کی ریاستوں نے اِن پر حملہ کیا اِس جنگ میں سالار مسعود غازی نے ۱۴/رجب ۴۲۴ھ/۱۰۳۲ء کو جامِ شہادت نوش کیا، بہرائچ میں اِن کا مزار زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔(تاریخِ دیوبند ص ۳۳ و ۳۴)

اِس رسالہ میں آپ نے نہایت ہی بلند اَدیبانہ اَنداز میں دیوبند کے حالات بھی تحریر فرمائے ہیں ۔قصبہ کے حالات کے بعد ایک قصیدہ مدحیہ پر رسالہ ختم فرمادیا ہے۔وہ تحریر فرماتے ہیں :

اما ديوبند فكورة قديمة وقصبة عظيمة ومدينة كريمة وبلدة فخيمة كانها اوّل عُمران عُمِر بعد الطوفان ذات المعاهد الوسيعة والمساجد الرفعيه والمعالم المشهورة والمقابر المزورة والآثار المحمودة والاخبارالمسعودة وابنية مرصوصة وامكنة محصوصة و اشجار و ثمار و منتزهات وانهار وحياض ورياض وآجام وغياض منيعة الدور رفيعة القصور قريبة الى الخير بعيدة من الشرور بلدة طيبة و رب غفور. ومذ تَشرفتُ بالمدرسة ودفن فيها مولانا محمد القاسم رحمه اللّٰه تعالٰى صارت نورًا على نور .

اطيب البلاد هواءً واحسنها لطافة وصفاءً واعجبها صباحا ومساءً واكثرها نورًا وضياءً تقوى الاجسام والارواح وتربى النفوس والاشباح ارضها موسومة معشبة وممطورة مخصبة .

طينها اللازب احكم من الجص وحماء ها المسنون اثبت من الرصاص فى الرص وبهذا يستدل على قوة امزجة سكانها وتصلب طبائع قطانها . مائها بارد سائغ عذب فرات يربو فى حسن الصفات على ماء الحياة .

مباء ة التجار ومتجر بضاعات الامصار ومحط نزاع الافاق ومناخ للنزاح والرفاق. لاسيما مذ مهد فيها سكة الحديد فصارت مغدى

للقريب ومراحا للبعيد .

وكانت قديما بجودة صنع السيوف الصقيلة معروفة وبحسن نسبح الاثواب القطنية الرصنية موصوفة . واما قصب السكر و القند فقلما يوجدان فى البلاد مثل ديوبند فى الذوق كالعسل وفى الريح كالرند فاين منها سمرقند.

واهلها اخشاهم للرحمن وارضاهم للسلطان واسمعهم للعلماء واطوعهم للفقراء . والاشراف اكثرهم من ولد السعيد الشهيد الصابر الشاكر السخى الاريحى انداهم يدا واقربهم الى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نسبًا ومحتدا واصلاً و محفدا مجهز جيش العسرة ثالث الخلفاء والعشرة المبشرة من هاجر هجرتين وفاز بالخطتين العظيمتين سيّدنا ابى عمر و عثمان ذى النورين رضى اللّٰه تعالٰى عنه وعن جميع الصحابة والتابعين آمين يارب العالمين.

ومما تتضح به مزية هذه البلدة ونباتها كثرة ثمرة الانبه الجيدة فيها و انافتها ولطافتها فللّٰه درها من ثمرة تدل اسمها على انها من الثمار انبه و بفواكه الجنان اشبه ذات الوان رائعة و روائح طيبة فائحة واذواق لذيذة متنوعة للنفوس مطيبه . اما الالوان فمنها حمرا كالجُلّنار فكانها علقت بالشجر الاخضر نار و صفراء فاقع لونها تسرا الناظرين وتعجب بمراها الوسيم المشتاقين وخضراءُ

تزهو بخضرتها على ما تحت الخضراء . وسوداء هى لاصناف الثمار كالسويداء واما رياها فما للارواح الطيبة واياها. تفوق المسك الاذفر وتزرى بالعود و العنبر. واما اذواقها فحلاوتها احلٰى من الشهد وحموضتها اشهٰى من تعبُّس الخروب.

(اَلْهَدِيَّةُ السَّنِيَّة ص۱۰ مطبوعه ۱۳۰۷ھ)

''دیوبند ایک قدیم اَور بڑا قصبہ ہے شرفاء کی بستی اَور عظیم الشان شہر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ طوفانِ نوح کی اِبتدائی بستیوں میں سے ہے۔ اِس کی عمارات ومساجد نہایت وسیع اَور بلند واقع ہوئی ہیں۔ (یہاں) آثارِ قدیمہ اَور مزاراتِ اَولیاء اللہ ہیں اِس کے آثارِ محمودہ اَور حالاتِ مبارکہ مشہور ہیں۔ اِس میں پختہ اَور مستحکم عمارتیں ہیں اَور اِس کے درختوں میں پھلوں، تفریح گاہوں، نہروں، حوض اَور باغات، جنگلات (کے ساتھ) خوش منظر جھاڑیاں ہیں، محفوظ مکانات بلند محلات ہیں، یہ شہر خیر سے قریب اَور شر سے دُور ہے جیسے اِرشادِ ربانی ہے : **بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ** [۱] مدرسہ سے اِسے شرف حاصل ہوا اَور اِسی میں مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ مدفون [۲] ہوئے تو **نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٌ** ہوگیا۔

[۱] بخاری طلبہ جو تحصیلِ علم کے لیے مدینہ منورہ سے آتے تھے وہاں کے سکون کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہاں مدینہ منورہ کی خوشبو آتی ہے۔ [۲] مجھے جناب حامد حسن صاحب عثمانی دیوبندی مرحوم ومغفور نے جو پٹواری کہلاتے تھے بیان کیا کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی جب قبر مبارک کھودی گئی تو میں وہاں تھا قبر کے اَندر کی مٹی سے خوشبو آرہی تھی جہاں آپ کا جسمِ خاکی رکھا جانا تھا، رحمۃ اللہ علیہ۔ جناب حامد حسن صاحب اگرچہ بعض بدعات کی رُسوم بھی کیا کرتے تھے مگر اُن کو حضرت کی اِس کرامت کی وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کافی عقیدت تھی۔ جناب حامد حسن صاحب مرحوم نے دَراز عمر پائی۔

ہوا میں عمدہ لطافت اَور صفائی کے لحاظ سے نہایت خوبصورت ہے اَور صبح و شام کی لطافت کے لحاظ سے پسندیدہ و دِلکش ہے۔ (فضاء) منور اَور روشن ہے کہ رُوح و جسم کے لیے قوت بخش ہے اَور رُوح و جسم کو اَفزائش بخشتی ہے۔

اِس کی زمین کنوانی اَور چارہ پیدا کرنے والی اَور بارش قبول کرنے والی سرسبز اَور شاداب ہے یہاں چکنی مٹی [1] چونہ سے زیادہ مضبوط اَور کہگل سیسہ کی مانند مضبوط ہے۔ اِس سے یہاں کے باشندوں کی قوت مزاجی طبائع کی پختگی پر اِستدلال کیا جا سکتا ہے۔ اِس قصبہ کا پانی ٹھنڈا پینے میں لذیذ شیریں اَور عمدہ ہے لہٰذا اَپنے حسن وصفات کے لحاظ سے آبِ حیات سے بڑھا ہوا ہے۔

یہاں تاجروں اَور شہروں کے سامانِ تجارت کی منڈی ہے، آفاق سے آنے والے پردیسیوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے، دُور دَراز کے مسافروں اَور اُن کے رفقاء کے لیے بہترین فرودگاہ ہے خصوصًا جب سے ریل جاری ہوئی ہے اُس وقت سے تو قریب کے مسافروں کے لیے کھانے کا اِنتظام اَور دُور کے لوگوں کے لیے شام کے قیام وطعام کی جگہ بن گیا ہے۔

پرانے زمانے میں یہاں کی اَعلیٰ درجہ کی صیقل کی بنی ہوئی تلواریں مشہور تھیں، اِسی طرح عمدہ قسم کے سوتی کپڑے میں دیوبند مشہور تھا، گنا اَور شکر تو دیوبند جیسی شاید ہی کہیں ہوتی ہو، ذائقہ میں شہد اَور خوشبو میں زَند کی مانند ہے، اِس کی خصوصیات سے سمرقند کو کیا نسبت۔

---

[1] مٹی بہت عمدہ ہے اِس لیے وہاں ''لحد'' کا رواج ہے ''شق'' کا نہیں نیز اُس سرزمین میں سبزہ خودرَو ہے یہی حال پورے دوآبہ کا ہے۔

یہاں کے باشندے خداترس بادشاہ کے مطیع، علماء کے فرمانبردار، فقرا کی بات ماننے والے ہیں اَور دیوبند کے اَشراف کی اَکثریت حضرت سعید شہید الصابر الشاکر جو سخی اَور وسیع الاخلاق نہایت کھلے ہاتھ کے جنابِ رسالت مآب علیہ السلام کے اَصل اَور نسل اَور نسب میں بہت قریب تھے جنہوں نے جیشِ عسرت تیار کرایا تھا۔ خلفائے راشدین اَور عشرہ مبشرہ میں تیسرے جنہوں نے دو ہجرتیں کیں اَور دو عظیم خصوصیات حاصل کیں، سیّدنا اَبی عمرو حضرت عثمان ذی النورین کی اَولاد میں سے ہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ جَمِیْعِ الصَّحَابَةِ وَ التَّابِعِیْنَ آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

نیز اُن چیزوں میں سے کہ جن سے اِس شہر کی فضیلت اَور کھل کر سامنے آتی ہے آموں کی کثرت اَور اُن کی لطافت و عمدگی ہے۔ کیا ہی عمدہ پھل ہے جن کا نام ''انبہ'' خود ہی بتلا رہا ہے کہ پھلوں میں نباہت والا اَور اَرفع ہے اَور جنت کے میووں سے بہت مشابہ ہے، دِل فریب رنگوں والے اَور عمدہ مہکتی خوشبو والے قسم قسم کے لذیز ذائقوں والے، اُن کے رنگ بعض کے تو ایسے سرخ ہوتے ہیں جیسے شگوفۂ اَنار ایسا لگتا ہے کہ سبز درخت پر آگ کی چنگاریاں لٹکا دی گئیں ہیں۔ بعض گہرے زرد رنگ ہیں دیکھنے والے کی نظر کو بھلے معلوم ہوتے ہیں اَور اَپنی بلند خوش منظری سے مشتاق لوگوں کو بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں اَور بعض سبز رنگ ہیں اَپنی سبزی میں آسمان تلے سبزیوں سے فوقیت لے جاتے ہیں اَور بعض سیاہ رنگ ہیں وہ تو پھلوں کی تمام قسموں کے دِل کا بھی اَندرونی حصہ جیسے ہیں اَور رہی اُن کی خوشبو تو کہاں عمدہ خوشبوئیں اَور کہاں یہ، یہ مشک سے بھی بڑھی ہوئی ہے اَور عود و عنبر کو (اَپنے مقابلے میں) گھٹا دیتی ہے۔

رہے ذائقے تو اُن کی شیرینی شہد سے زیادہ ہے اَور اُس کی (عجیب طرح کی) ترشی

بنسبت خَرُّوْب کے پھلوں کے (جو سیب کی طرح مگر بے ذائقہ ہوتے ہیں، خیارِ شنبر سے چپٹے ہوتے ہیں اَور دَوران میں رس ہوتا ہے) زیادہ مرغوب ہوتی ہے۔''

(اَلْھَدِیَّۃُ السَّنِیَّۃُ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰ مطبوعہ ۱۳۰۷ھ)

اِس کے بعد ص ۱۱ پر دیو بند کے تعریفی قصیدہ پر آپ نے رسالہ ختم فرمایا ہے۔

''جو حضرات دیو بند میں تعلیم پا چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں آم ٹوکریوں کے حساب سے بہت سستے فروخت ہوا کرتے تھے اَور اہلِ دیو بند دوپہر کو کھانے کے ساتھ اَور بعض دفعہ کھانے کے بجائے آم ہی کھایا کرتے تھے۔''

حضرت نے یہاں دیو بند کے بیروں کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہاں کے بیر خوش رنگ گول نہایت لذیز بڑے اَور سیب کے رنگ کے ہوتے ہیں اَور اِس قدر خوشبودار ہوتے ہیں کہ چند دانوں سے کمرہ مہک اُٹھتا ہے ایسے بیر نہ کہیں دیکھے نہ سنے۔

فردوسی کے شاہنامہ میں ہے کہ جب سکندر نے ۳۳۱ قبل مسیح اِیران پر حملہ کیا تو اُس موقع پر اُس نے ہندوستان سے تلواریں منگائی تھیں۔ عرب کے لوگ سَیْفِ مُھَنَّدْ کی زمانہ جاہلیت سے تعریف کرتے آئے ہیں۔ اہلِ ہند کو فولاد سازی میں مہارت حاصل تھی اَب یہ صنعت دیو بند میں باقی نہیں رہی، تلوار چلانے کا فن قریبی زمانہ تک باقی تھا۔ تلوار کے ہاتھ کی اِتنی زیادہ اَور صفائی سے مشق کرتے تھے کہ کیلے کے تنا میں سے تلوار گزار دیتے تھے اَور اُس کے کٹ جانے کے باوجود درخت کھڑا رہتا تھا حالانکہ تلوار بیچ سے گزر چکی ہوتی تھی اَور ہلانے سے اُوپر کا تنا اَلگ گر جاتا تھا۔

اِسی طرح بنوٹ اَور لاٹھی چلانے کی عمدہ مشق کرتے تھے کہ ایک کھٹولے کے نیچے کبوتر یا کوئی پرندہ چھوڑ دیتے تھے اَور اُس پر کھڑے ہو کر لکڑی کے ہاتھ اِتنی پھرتی سے چلاتے تھے کہ پرندہ کو اَپنی چہار جانب لکڑی گھومتی نظر آتی تھی اَور وہ اُس کے

نیچے سے نہ اُڑ سکتا تھا۔ اُستادانِ فن اَپنا فنی مظاہرہ اِس طرح کیا کرتے تھے۔

نیز شب ِ برات کی لڑائی جو آتش بازی کی ہوتی تھی لیکن دَرحقیقت اُس میں فریقین ایک دُوسرے پر آتش بازی کرتے تھے، اِس میں زخمی ہونا تو معمولی بات تھی۔ بعض اَوقات لوگ مر بھی جاتے تھے لیکن اُن کا خون معاف ہوتا تھا یہ اُس علاقہ کے باشندوں کی بے جگری کا ثبوت ہے اُسے حکومتِ ہند نے ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء سے ممنوع قرار دے دیا۔ (اِس کی تفصیل تاریخ دیوبند ص ۲۴۵ تا ۲۴۷ میں ہے)

۞ ۞ ۞

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظرثانی وعنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹؍کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

قسط : ۲۹

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنیؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ

(۸) بانس کنڈی (آسام) کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب بنگالی ہمارے کمرے میں مقیم تھے لیکن اُن کے گھٹنے میں اِتنا دَرد تھا کہ باہر نکل نہیں سکتے تھے چنانچہ ایک دِن حضرت ظہر کی نماز کے بعد تشریف لائے اَور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صاحب اُسی وقت اچھی طرح چلنے پھرنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی دَرد ہوا ہی نہیں تھا۔

(۹) جناب ماسٹر سیّد اَحمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک عزیز کے بچے کے جسم پر اِس قدر زخم تھے کہ کوئی جگہ خالی نہ تھی علاج کیا جاتا تھا مگر زخم جوں کے توں ہرے رہتے تھے بچہ اَور والدین دونوں پریشان تھے بچہ کی زندگی سے مایوس ہوگئے تھے چنانچہ حضرت کو دِکھلایا اَور آپ سے دُعا کرائی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُسی دِن سے بچہ کو آرام ہونا شروع ہوگیا اَلحمدللہ کہ وہ بچہ اَب بھی حیات ہے اَور بالکل تندرست ہے۔

(۱۰) جناب ماسٹر سیّد اَحمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اِس قدر بیمار ہوا کہ لوگ میری زندگی سے مایوس ہوگئے تھے۔ ایک مرتبہ تو رُوح پرواز کر چکی تھی لیکن زندگی تھی کہ بچ گیا۔ اِسی حالت میں حضرتؒ کے مراد آباد آنے کی خبر مشہور ہوئی، میں بھی کسی طرح تانگہ میں سوار ہو کر لوگوں کے سہارے اسٹیشن پہنچا، یا تو یہ عالم تھا کہ حرکت دُشوار تھی یا یہ حالت ہوگئی کہ پلیٹ فارم پر معمولی سی لکڑی کے سہارے اچھی طرح چل رہا تھا۔

(۱۱) ایک مرتبہ حضرتؒ نے ایک تالاب کے کنارے جلسہ میں فضیلتِ ذکر پر تقریر فرمائی اَور اِرشاد فرمایا کہ دَریا کی مچھلیاں تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتی ہیں، یہ فرمانا تھا کہ سینکڑوں آدمیوں نے دیکھا کہ تالاب کی مچھلیاں تڑپ تڑپ کر کنارے پر آنے لگیں تھیں۔

(۱۲) جناب سیّد محمد شفیع صاحب تحویلدار دارُالعلوم دیوبند جناب اَحمد اللہ صاحب کیرانوی کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرتؒ کیرانہ تشریف لے گئے۔ حضرتؒ کی آمد کی خبر سن کر اِتنے لوگوں کی آمد شروع ہوئی کہ خیال بھی نہیں جاتا تھا کہ اِتنے آدمی جمع ہو جائیں گے۔ ہم لوگوں نے صرف بارہ آدمیوں کے کھانے کا اِنتظام کیا تھا ہم لوگ پریشان تھے کہ کیا کریں چنانچہ حضرتؒ سے عرض کیا گیا حضرتؒ نے دُعاءِ برکت فرمائی اَور کھانے پر کپڑا ڈلوادیا چنانچہ وہی کھانا کم اَز کم ڈیڑھ سو آدمیوں کو کافی ہوگیا۔

(۱۳) مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتب خانہ دارُالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دیوبند میں جمعیۃ علماء کا جلسہ تھا، کھانے کا اِنتظام اَحمد حسن صاحب کے یہاں تھا۔ لوگوں کی جب آمد شروع ہوئی تو سینکڑوں آگئے اَب فکر ہوئی کہ کھانا اِتنا نہیں ہے کہ اِتنے آدمیوں کو کافی ہو جائے چنانچہ حضرتؒ سے عرض کیا گیا حضرتؒ نے دُعا پڑھ کر چادر سے کھانے کو ڈھک دیا وہی کھانا تمام آدمیوں کو کافی ہوگیا۔

(۱۴) آسام اَور ٹانڈہ کے قیام کے زمانہ میں بارہا تجربہ کیا ہے کہ حضرتؒ جب تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تو صبح صادق ہونے میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ باقی رہتا تھا لیکن اُسی ایک یا پون گھنٹہ میں چار سو پانچ سو آدمی کھانا کھا کر فارغ ہو لیتے تھے حالانکہ بیاہ شادیوں میں پچاس آدمیوں کو کھانا کھلانے میں ڈیڑھ دو گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔

(۱۵) جناب سیّد محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دِن حضرتؒ کی خادمہ شبراتًا نے عرض کیا کہ حضرت میری لڑکی کے کوئی بچہ نہیں ہوتا برس گزر گئے بہت سے علاج بھی کرائے لیکن کچھ نہیں ہوا چنانچہ حضرتؒ نے ایک تعویذ عنایت فرمایا اُس کے بعد شبراتًا کی لڑکی کے ایک لڑکا پیدا ہوا اَور یکے بعد دیگرے

چند بچے پیدا ہوئے ، بحمد اللہ سب حیات ہیں۔

(١٦) ایک سال دیو بند میں بہت زوروں پر طاعون پھیل رہا تھا، دس بیس کیس روزانہ ہو رہے تھے۔ حضرت اُس زمانے میں سفر پر تھے آپ کو خبر دی گئی چنانچہ آپ تشریف لائے۔ حضرت نے شہر کی مسجدوں اَور محلوں سے طلباء کو دارُالعلوم میں بُلا لیا اَور دارُالعلوم کے گرد ایک حصار کھینچ دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدرسے میں کسی طالب علم کو بخار تک نہیں آیا۔

(١٧) جناب سیّد محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ ولی محمد صاحب جونپوری فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت مدنی نینی جیل میں مقید تھے اُن دِنوں حضرت کی ڈاک پہنچانے کی خدمت میرے سپرد تھی ایک دِن اِتفاق سے ایک سی آئی ڈی نے مجھے ریل میں پکڑ لیا اَور میری تلاشی لینا شروع کی حالانکہ میرے پاس حضرت کی کافی ڈاک موجود تھی لیکن اُس کے ہاتھ ایک خط بھی نہ آیا۔

(١٨) مولانا منظور اَحمد صاحب نائب مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سہارنپور کے ایک ہندو کا لڑکا کھو گیا لوگوں نے اُس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت مولانا مدنی سے جا کر کہے اَور دُعا کرائے چنانچہ اُن دِنوں حضرت کا قیام ٹانڈہ تھا، بیچارہ ٹانڈہ پہنچا اَور جا کر تمام حالات سنائے اَور دُعا کے لیے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا اچھا دُعا کروں گا چنانچہ وہ ہندو جب واپس گھر آیا تو دیکھا کہ لڑکا گھر موجود تھا۔

(١٩) ایک دِن حضرت عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں سڑک پر ایک ہندو نے عرض کیا کہ حضرت ! اَب سے ڈھائی سال پیشتر میرے اُوپر تین سو مقدمات دائر تھے ایک مرتبہ آپ سے مقدمات کی مِثلوں پر دَم کرا کر لے گیا تھا سو اَب سب مقدمات ختم ہو گئے ہیں صرف دس باقی ہیں لہٰذا اَب پھر مثلیں لایا ہوں اُن پر ایک مرتبہ اَور دم کر دیجئے ، حضرت نے دم کر دیا۔

(جاری ہے)

قسط : ۱۵

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

فتنہ کس عورت میں ہے اَور کس میں نہیں :

رہا یہ کہ فتنہ کا اَندیشہ کہاں ہے اَور کہاں نہیں ؟ اِس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی بلکہ قرآن میں اِس کا فیصلہ خود ہی فرما دیا گیا ہے چنانچہ اِرشاد ہے :

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ.(سُورة النور آیت ٦٠)

''اَور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ اُمید نہ رہی ہو اُن کو اِس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اُتار دیں (جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے) بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں اَور اِس سے بھی اِحتیاط رکھیں تو اُن کے لیے اَور زیادہ بہتر ہے۔''

اِس کا حاصل یہ ہے کہ جو بوڑھی عورتیں نکاح کے قابل نہیں رہیں اُن کو زینت ظاہر کرنے کی تو اِجازت نہیں جس سے مراد تمام بدن ہے اَلبتہ چہرہ اَور ہتھیلیاں کھولنے کی اِجازت ہے جیسا کہ دُوسری آیات وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ میں ہے۔ پس بوڑھی عورتیں اگر اُن زائد کپڑوں کو اَجنبی کے سامنے اُتار دیں جن سے منہ چھپایا جاتا ہے (جیسے برقع وچادر) تو اِس میں گناہ نہیں۔ لیکن اگر یہ بڑی بوڑھی اِس سے بھی اِحتیاط رکھیں تو مستحب اُن کے لیے بھی یہی ہے۔

اِس آیت نے صاف بتلا دیا کہ فتنہ کا اَندیشہ صرف اُن بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے جو نکاح کے قابل نہیں ہیں اَور اُن کے سوا جوان اَور اَدھیڑ (گوری کالی) سے فتنہ کے اَندیشہ کی نفی نہیں کی

گئی بلکہ اُن میں یہ اَندیشہ موجود ہے۔ اَور یہی وہ عارض ہے جس پر دُوسرے اَور تیسرے درجہ (کا پردہ واجب ہونے) کا مدار تھا۔

اَور جب شارع نے جوان اَور اَدھیڑ عورتوں کے بارے میں یہ حکم کر دیا کہ اُن میں فتنہ کا اَندیشہ موجود ہے اَب کسی کو اَپنی رائے سے یہ کہنے کا اِختیار نہیں کہ اُن میں فتنہ کا اَندیشہ موجود نہیں اَور یہی وہ عارض ہے جس پر دُوسرے اَور تیسرے درجہ (کا پردہ واجب ہونے) کا مدار تھا جس کی دلیل یہ آیت ہے :

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ . (سُورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

''کسی مومن مرد اَور عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اَور اُس کا رسول ﷺ کسی بارے میں فیصلہ فرما دیں۔''

خلاصہ کلام :

یہ کہ پہلے دَرجہ کے واجب ہونے میں فتنہ کا اِحتمال شرط نہیں بلکہ وہ ہر حال میں واجب ہے۔ اَور دُوسرے اَور تیسرے دَرجہ کے واجب ہونے کے لیے فتنہ کا اِحتمال شرط ہے (اَور اِحتمالِ فتنہ صرف بوڑھی عورت میں نہیں پایا جاتا بلکہ جوان اَور اَدھیڑ عورت میں بھی پایا جاتا ہے)۔ (ثبات الستور مع التسہیل ص ۱۴)۔ (جاری ہے)

قسط : ۱۱

سیرت خلفائے راشدینؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فتوحِ عراق و شام :

قرآنِ مجید میں خداوندی جلال و جبروت کے ساتھ پہلے ہی یہ خبر ساری دُنیا کو سنادی گئی تھی کہ خاتم المرسلین ﷺ کو دُنیا میں اِس لیے بھیجا گیا ہے کہ دینِ برحق کو تمام موجودہ مذاہب عالم پر غالب کردیں قولہ تعالیٰ : ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ.

اَور فطرتًا ناممکن تھا کہ دُنیا میں کفر کی زبردست طاقتیں مالکِ تاج و تخت، صاحبِ فوج و لشکر موجود رہتیں اَور وہ ربانی واعظین کی زبانوں کو مادّی قوتوں سے نہ روکتیں اَور پھر اَپنے تاج و تخت کے برباد کیے ہوئے بغیر یہ مقصدِ خداوندی جو سیّدالانبیاء ﷺ کی بعثت سے تھا، پورا ہو جاتا۔

اُس وقت دُنیا میں دو بڑی طاقتیں تھیں، ایک ''اِیران'' جس کا مذہب مجوسی تھا جہاں خداوندِ قدوس کی پرستش کے بجائے اُس کی مخلوق یعنی آگ کی پرستش ہوتی تھی اَور دُوسری ''رُوم'' کی جس کا مذہب عیسائی تھا جہاں خدا کے بندے کو خدا کا بیٹا کہا جاتا تھا اَور عالموں اَور دَرویشوں کو رب بنالیا گیا تھا۔ شاہِ ایران کو ''کسریٰ'' کہتے تھے اَور شاہِ روم کو ''قیصر''۔ عراق وغیرہ اِیران کی سلطنت میں اَور شام وغیرہ رُوم کی سلطنت میں تھا۔ پس گویا آیتِ مذکورہ میں اِن دونوں سلطنتوں کا دینِ برحق کے علَم برداران کے قبضہ میں آجانا اَور اُن کی شوکتوں کا دینِ اِلٰہی کی سطوت کے سامنے سرنگوں ہو جانا آپ کی بعثت کے لوازم اَور آپ کے معجزات میں سے قرار دیا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اِزالۃ الخفاء میں اِسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

''لا جرم داعیہ ظہور دین حق و قصد اِنتقام اَز کفر فجرہ برہم زدن دولتِ کسری و قیصر را آشیانہ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم اَدیان موجودہ اَشہر آنہا برہم خوردہ باشد و چوں سطوت اِسلام بجائے سطوت اِیں دولت نشیند سائر اَدیان خود بخود پائمالِ شوکت اِسلام شوند مانند پائمال بودند آنہا باِیں دوملت۔''

اَور اَحادیث میں تو بہت صاف پیشین گوئی ہے :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَفْتَحُنَّ کُنُوْزَ کِسْرٰی وَقَیْصَرَ ثُمَّ لَتُنْفِقُنَّھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. (الحدیث)

پس حضور ﷺ کے خلیفۂ رَاشد کے فرائض بلکہ اَوصافِ اِمتیازیہ میں سے یہ بات ہے کہ اِن کے ہاتھ پر پیشنگوئیاں پوری ہوں اَور مقصدِ بعثت کی تکمیل ہو چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نہایت قلیل مدت کی خلافت میں جہاں اَور بہت سے کام کیے وہاں یہ بھی کیا کہ اِن دونوں سلطنتوں کے فتح کی بنیاد ڈال گئے۔ اِبتداء اُن کے دستِ مبارک سے ہوئی اَور اِنتہا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر۔ گلشن اِسلام میں جو بہار آئی، یہ پود حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ کی لگائی ہوئی تھی۔

شکر فیض تو چمن چوں کند اے اَبر بہار
کہ اگر خار دگر گل ہمہ آوردہ تست

فتنہ اِرتداد کے فرو کرنے کے بعد اپنی خلافت کے دُوسرے سال یعنی ۱۲ھ میں آپ نے اِسلامی فوجوں کو بجانبِ عراق روانہ کیا۔ اِبتداءً حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اِس کام پر مقرر کیا پھر آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اِن کی مدد کے لیے بھیجا۔

عراق میں کئی لڑائیاں اِیرانیوں سے ہوئیں اَور شہر حیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا وہاں کے لوگوں نے اَمان مانگی اَور جزیہ دینا قبول کرلیا۔

اِسلامی فوجیں عراق میں مصروف کارزار تھیں، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل میں

جہادِ شام و رُوم کا دَاعیہ پیدا ہوا اَور آپؓ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے ایک نہایت بلیغ خطبہ پڑھا جس میں جہاد کی ترغیب تھی اَور حکم دیا کہ رُومیوں سے قتال کی تیاری کی جائے پھر جو فوج وہاں موجود تھی اُس کو چار حصوں پر تقسیم کیا۔

(۱) ایک حصہ پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر براہِ اُبلہ فلسطین کی جانب روانہ کیا۔

(۲) اَور ایک حصہ پر اَمین الامت حضرت اَبوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردار بنا کر حمص کی طرف بھیجا۔

(۳) اَور ایک حصہ پر یزید بن اَبی سفیان رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر دمشق کی طرف روانہ کیا۔

(۴) اَور ایک حصہ پر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو سردار بنا کر بجانبِ اُردن بھیجا۔

اَور فرمایا کہ جب تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ تو پورے لشکر کی سرداری اَبوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوگی۔ اِس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ عراق کی مہم مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے خود جلد سے جلد ملکِ شام پہنچیں اَور اُن کو کل اَفواجِ شامیہ کا سپہ سالارِ اعظم مقرر فرمایا۔ ہرقل بادشاہِ رُوم نے بھی اَپنی پوری طاقت مسلمانوں کے مقابلہ میں جمع کر دی اَور جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں وہ قیامت خیز معرکہ پیش آیا جس کا نام ''جنگِ یرموک'' ہے۔ ؎

مگو جنگ یرموک حشرے دیگر
مگو جنگ بل یک جہاں کینہ وَر

اِس لڑائی میں مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی کہ رُومیوں کے حواس باختہ ہوگئے، جنگ سے پہلے مسیح علماء سے صحابۂ کرامؓ کے مناظرے بھی ہوئے اَور خدا کی حجت اُن سب پر ایسی قائم ہوگئی کہ باید شاید۔

اِس فتح کی خوشخبری حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اُس وقت پہنچی جب آپؓ کی مقدس زندگی کا آخری رَمق تھا۔ (جاری ہے)

قسط : ۸

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِسلامی صکوک پر چوتھا تحفظ : لائی بور کی شرح یا متوقع نفع

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لائی بور کی شرح کو معیار کے طور پر تسلیم نہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''شرعی اِداروں نے اگر اِجرائے صکوک کے اِبتدائی دَور میں اِن مفاسد کا تحمل کیا تھا جس وقت اِسلامی مالیاتی اِدارے کم تھے تو اَب وقت آگیا ہے کہ اِس پر نظر ثانی کی جائے اَور صکوک کو اُن مشتبہ اُمور سے خالی کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ یا تو حوافز (یعنی حسنِ کارکردگی پر زائد نفع کے اِستحقاق) کے سلسلہ کو قطعی طور پر بند کیا جائے یا حوافز کو کاروباری منصوبے سے متوقع نفع کی بنیاد پر قائم کیا جائے، لائی بور کی بنیاد پر قائم نہ کیے جائیں اِس طرح یہ (یعنی متوقع نفع) ایک معیار بن جائے گا جس کی بنیاد پر اِسلامی مالیاتی اِدارے مروجہ سودی اِداروں سے بالکلیہ ممتاز ہو جائیں گے۔''

ہم کہتے ہیں :

اَوّل تو ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں کہ مضاربت میں مخصوص نسبت سے زائد نفع مدیر کو اُس کی حسنِ کارکردگی کی وجہ سے دینا بے بنیاد بات ہے۔

دُوسرے لائی بور کی شرح کے بجائے متوقع نفع کو معیار بنانا یہ بھی ایک مفروضہ ہے۔ اَور ملکوں کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے اَلبتہ اپنے ملک کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ یہاں ٹیکس کا جو نظام ہے اُس کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی کاروباری یا صنعتی اِدارہ صحیح اَعداد و شمار نہیں دیتا اَور نہ ہی وہ یہ چاہتا ہے کہ دُوسروں کو اِس کے نفع کے صحیح اَعداد و شمار معلوم ہوں اِس لیے وہ متوقع نفع بھی لائی بور کی شرح کے قریب قریب ہی بتائے گا۔ اِسلامی مالیاتی اِدارے زیادہ ہونے سے یہ خدشہ کم نہیں ہوگا کیونکہ صحیح اَعداد و شمار کے عدمِ اِظہار کی اَصل وجہ تو پھر بھی موجود رہے گی۔

اِسلامی صکوک پر پانچواں تحفظ : نفع جب متعین نسبت سے کم ہو تو قرض دینے کی شرط

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لکھتے ہیں :

جب حقیقی نفع معین نسبت (لائی بور) سے کم ہو تو اُس وقت قرض دینے کی شرط کرنے کے جواز کی کوئی شرعی دَلیل نہیں ہے کیونکہ مدیر قرض کا اِلتزام کرتا ہے اَور وہی ہے جو اِبتدائے عمل میں حاملینِ صکوک کے ہاتھ اَصل جائیداد و اَشیاء کو فروخت کرتا ہے۔ اگر اِس پر یہ شرط ہو تو وہ لائی بور کی شرح سے واقعی نفع کم ہونے کی صورت میں حاملینِ صکوک کو قرض اَدا کرے تو یہ بیع اَور قرض کی صورت بن جائے گی۔ اِمام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں اَور اَبو داؤد اَور ترمذی نے حدیث کے یہ اَلفاظ نقل کیے کہ : **لایحل سلف و بیع** (بیع اَور قرض دونوں کو اَکٹھا کرنا جائز نہیں ہے) اِمام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اِس پر تمام اہلِ علم کا اِتفاق ہے اَور کسی کا اِختلاف منقول نہیں ہے۔

اِبن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"ولو باعه بشرط ان يسلفه او يقرضه او شرط المشترى ذالك عليه فهو محرم والبيع باطل، وهذا مذهب مالك والشافعى ولا اعلم فيه خلافا."

"اگر کوئی شے اِس شرط کے ساتھ فروخت کی کہ وہ خریدار کو قرض دے گا یا خریدار نے قرض دینے کی شرط کی تو یہ حرام ہے اَور بیع باطل ہوگی۔ اِمام مالک اَور اِمام شافعی رحمہما اللہ کا مذہب ہے اَور مجھے اِس سے کسی کا اِختلاف معلوم نہیں ہے۔"

ایک اَور مقام میں اِبن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

" وان شرط ان يؤجره داره باقل من اجرتها او على ان يستاجر دار المقرض باكثر من اجرتها .... كان ابلغ فى التحريم."

"اگر یہ شرط کی کہ زید اَپنا مکان بکر کو اُس کی عام اُجرت سے کم کرایہ پر دے گا یا یہ شرط کی کہ زید قرض دینے والے بکر کے مکان کو اُس کی عام اُجرت سے زیادہ

اُجرت پر لے گا............تو یہ بالکل حرام ہے۔''

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ مزید لکھتے ہیں :

''صکوک میں مدیر مذکور قرض کی پیش کش پر صرف اِسی صورت میں راضی ہوتا ہے کہ وہ حقیقی نفع میں اپنے حصے سے زائد کو حافز کی صورت میں حاصل کرے جس کی اُس کے لیے شرط کی گئی ہے جب لائی بور کے مقابلہ میں واقعی نفع زیادہ ہو۔

اِبن قدامہ رحمہ اللہ کی عبارت کی رُو سے یہ قرض حرام ہے۔ مدیر جو قرض دینے کا اِلتزام کرتا ہے کبھی شریک یا مضارب ہوتا ہے۔ یہ اِلتزام بھی شرکت و مضاربت کے عقد کے تقاضے کے خلاف ہے اَور حدیث میں مذکور بیع و قرض کی حرمت کی علت اِس پر پورے طور سے منطبق ہوتی ہے۔''

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ نے معین نسبت سے نفع کم ہونے کی صورت میں نفع کو قرض سے پورا کرنے کو ناجائز بتایا اَور اِس کی دلیل یہ ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض اَور بیع کو اَکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ صورت قرض اَور بیع کی نہیں ہے کیونکہ :

(۱) مدیر قرض کا اِلتزام کرتا ہے اَور وہی ہے جو اِبتدائے عمل میں حاملینِ صکوک کے ہاتھ اَصل جائیداد و اَشیاء کو فروخت کرتا ہے۔ اگر اِس پر یہ شرط ہو کہ وہ لائی بور کی شرح سے واقعی نفع کم ہونے کی صورت میں حاملینِ صکوک کو قرض اَدا کرے تو یہ بیع اَور قرض کی صورت بن جائے گی۔

پھر مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کے کلام سے واضح ہے کہ مدیر صکوک کبھی تو مضارب بنتا ہے کبھی شریکِ عامل بنتا ہے اَور کبھی اَپنی کسی جائیداد کو صکوک کی صورت میں فروخت کرتا ہے۔

جب مدیر صکوک نے مضاربہ یا مشارکہ کے صکوک جاری کیے ہوں تو اُن میں مدیر صکوک اپنی کوئی شے حاملینِ صکوک کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا بلکہ صکوک کے ذریعے حاملینِ صکوک سے سرمایہ

اَکٹھا کرتا ہے۔ اِس کے بعد مدیر صکوک حاملینِ صکوک سے مضاربت یا شرکت کا معاملہ کرتا ہے۔ ترتیب ذاتی بہرحال یہی ہے اَور اِس کی رُو سے قرض کی شرط صکوک کی فروخت کے ساتھ نہیں ہے لیکن اِس کے بعد کے معاملہ میں ہے۔

اَور جب مدیر صکوک نے صکوکِ اِجارہ فروخت کیے ہوں تو اِن کی صورت میں تو وہ اپنی جائیداد حاملینِ صکوک کے ہاتھ فروخت کرتا ہے لیکن اِس فروخت میں بھی قرض شرط نہیں ہے۔ شرط ہے تو اِس فروختگی کے بعد ہونے والے عقدِ اِجارہ میں ہے کیونکہ نفع کا مسئلہ اِس میں ہے جیسا کہ مضاربت اَور شرکت میں نفع کا مسئلہ ہوتا ہے۔

(۲) شرط یہ ہے کہ متعین نفع سے کم ہونے کی صورت میں مدیر صکوک حاملینِ صکوک کے نفع کی رقم کو پورا کرنے کے لیے قرض دے گا۔ کیا وہ اپنے پاس موجود کسی اَور رقم میں سے دے گا یا مالِ مضاربت اَور مالِ شرکت میں سے دے گا۔ اِس کا کچھ ذکر نہیں۔ بظاہر یہ ہے کہ وہ اَپنے کسی دُوسرے مال میں سے دے گا یا اپنے نفع میں سے دے گا۔ ایسے معاملات میں اپنے کسی اَور مال کو کوئی بیچ میں نہیں لاتا اَور یہ بھی ممکن ہے کہ مضارب کے پاس اَپنا کوئی اَور مال سرے سے نہ ہو۔

لہٰذا صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفع میں سے دے۔ لیکن بعض حالات میں یہ صورت نہیں بنتی مثلاً صکوکِ مضاربہ سے دس لاکھ کا سرمایہ جمع ہوا متعین نفع %۵ ہے۔ جو پچاس ہزار روپے ہوا نفع کی تقسیم نصف نصف طے ہوئی یعنی پچیس ہزار روپے مدیر کے اَور پچیس ہزار روپے حاملینِ صکوک کے۔ اَب اگر بالفعل نفع %۲ فیصد ہوا تو کل نفع بیس ہزار روپے ہوا۔ نصف نصف تقسیم ہو کر مدیر اَور حاملینِ صکوک کو دس دس ہزار روپے ملے۔ متعین نفع سے موجودہ نفع تیس ہزار روپے کم ہے۔ اَب اگر مدیر اپنے دس ہزار روپے بھی حاملینِ صکوک کو بطورِ قرض دے دے تب بھی متعین نفع پورا نہیں ہوگا۔ اَب لامحالہ نفع پورا کرنے کے لیے اُس کو مالِ مضاربت میں سے حاملینِ صکوک کو قرض دے گا جبکہ وہ حاملینِ صکوک کا مال ہے۔

اِسلامی صکوک پر چھٹا تحفظ : مدیر کا یہ کہنا کہ وہ اَصل جائیداد کو قیمتِ اسمیہ (Face value) پر واپس خرید لے گا

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ اَپنے مقالے الصكوك وتطبيقاتها المعاصرة میں لکھتے ہیں :

شریعت کی رُو سے وہ تجارتی سرگرمیاں جو حقیقی ہوں اُن میں رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی کیونکہ اِسلامی شریعت میں حقیقی نفع اَور نقصان دوامی طور پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں لٰہذا تجارتی صکوک میں اَصل ضابطہ یہ ہے کہ اُن میں حاملینِ صکوک کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی بلکہ وہ اَصل جائیداد کی حقیقی قیمت کے حقدار ہوتے ہیں خواہ وہ قیمتِ اِسمیہ سے کم ہو یا زیادہ۔

لیکن آج جو صکوک رائج ہیں اُن سب میں حاملینِ صکوک کو رأس المال کی واپسی کی براہِ راست ضمانت دی جاتی ہے اَور وہ اِس طرح کہ مدیر حاملینِ صکوک سے عہد کرتا ہے کہ جس جائیداد کی نمائندگی صکوک کر رہے ہیں وہ اُن کی حقیقی قیمت سے قطع نظر کرتے ہوئے اُن کو قیمتِ اِسمیہ پر واپس خرید لے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر حاملینِ صکوک کو صرف اُن کا رأس المال واپس ملے گا اَور اَگر منصوبے میں نقصان ہوا تو مدیر اِس کو برداشت کرے گا اَور اگر نفع ہوا تو خواہ وہ کتنا ہی ہو سب کا سب مدیر کا ہوگا اَور حاملینِ صکوک کا حق صرف یہ ہے کہ وہ اپنا رأس المال واپس لیں جیسا کہ سودی سندات میں ہوتا ہے۔

اگر ہم اِس عہد کے جواز کی گنجائش پر غور کریں تو صکوک کے پیچھے عمل پر مدیر کبھی تو مضارب بن کر کام کرتا ہے کبھی شریک بن کر اَور کبھی وکیلِ استثمار بن کر۔

جب مدیر مضارب بن کر عہد کرے :

اِس حالت میں اِس عہد کا باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ اِس میں مضارب کی جانب سے سرمایہ کاروں کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت ہے حالانکہ کسی نے بھی اِس کے جواز کا قول نہیں کیا۔

مجلس شرعی کی جانب سے معیارِ مضاربت میں یہ شق شامل ہے :

''عمل کے تصفیہ کے وقت یعنی اِختتام پر اگر نقصان نفع سے زیادہ ہو تو کل نقصان کو رأس المال میں سے کیا جائے گا اَو مضارب پر اَمین ہونے کی وجہ سے نقصان کا کچھ بوجھ نہ ڈالا جائے گا اِلا یہ کہ اُس کی جانب سے کوئی تعدی یا کوئی کوتاہی پائی گئی ہو۔ جب آمدو خرچ برابر ہو تو سرمایہ کار اَپنا سرمایہ واپس لے لے گا اَور مضارب کو کچھ نہ ملے گا۔ اَور جب نفع ثابت ہو تو وہ طے شدہ شرح سے دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔''

مضارب کے اِس عہد کی کوئی فقہی دَلیل مجھے نہیں ملی۔ اَلبتہ بعض صکوک میں یہ تحریر ہے کہ مدیر مضارب ہونے کے اِعتبار سے یہ عہد نہ کرے گا بلکہ کسی دُوسرے اِعتبار سے کرے گا، یہ بات تو غیر معقول ہے کیونکہ اِس عمل میں مضارب کا کوئی اَور اِعتبار نہیں ہوتا۔

شریک کی جانب سے عہد :

کبھی مدیر حاملینِ صکوک کا شریک ہوتا ہے جیسے مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کار کو اُس کے رأس المال کی ضمانت دے اِسی طرح ایک شریک کا دُوسرے شریکوں کو اُن کے رأس المال کی ضمانت دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نقصان کے وقت یہ ضمانت شرکاء کے دَرمیان شرکت کو قطع کر دیتی ہے اَور کسی نے بھی اِس کے جواز کا قول نہیں کیا، مجلس شرعی کے معیارِ شرکت میں ہے۔

لا یجوز ان تشتمل شروط الشرکة او اُسس توزیع ارباحها علی ای نص او شرط یودی الی احتمال قطع الاشتراك فی الربح فان وقع کان العقد باطلا.

''یہ جائز نہیں ہے کہ شرکت کی شروط یا نفع کی تقسیم کی بنیادیں کسی ایسی تصریح یا شرط پر مشتمل ہو جو نفع میں شرکت کو قطع کر دے۔ اَور اگر ایسی کوئی شرط ہوگی تو عقدِ شرکت باطل ہو جائے گا۔''

معیارِ شرعی نے اِس عہد کے عدمِ جواز پر ایک علیحدہ شق میں تصریح کی ہے :

یجوز ان یصدر احد اطراف الشرکة وعدا ملزما بشراء موجودات الشرکة خلال مدتھا او عند التصفیة بالقیمة السوقیة او بما یتفق علیه عند الشراء ولا یجوز الوعد بالشراء بالقیمة الاسمیة .

'' جائز ہے کہ کسی شریک کی طرف سے لازمی وعدہ ہو کہ وہ شرکت کی مدت کے دَوران یا تصفیہ کے وقت یعنی اِختتام پر بازاری قیمت پر شرکت کا مال خرید لے گا یا خریداری کے وقت جتنی قیمت پر اِتفاق ہو جائے۔ قیمتِ اِسمیہ پر خریدنے کا وعدہ جائز نہیں ہے۔''

بعض معاصرین نے اِس عہد کے جواز پر جو رأس المال کی ضمانت کو مستلزم ہے اِس سے اِستدلال کیا کہ اِس کی ممانعت شرکتِ عقد میں ہے شرکتِ ملک میں نہیں ہے۔ پھر اُنہوں نے دعوی کیا کہ صکوک میں شرکت اَور خصوصا ایسے صکوک میں شرکت جو اِجارہ پر دی ہو جائیداد کی نمائندگی کرتے ہیں شرکتِ ملک ہوتی ہے شرکتِ عقد نہیں۔

لیکن اگر ہم شرکت کی اِن دونوں نوعوں کو دیکھیں تو یہ بات کھلے گی کہ صکوک میں شرکت شرکتِ عقد ہے صرف شرکتِ ملک نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اِس شرکت سے مقصود اَشیاء کی ملکیت حاصل کرنا نہیں ہے تا کہ اِن کو خرچ کر سکے یا اِن سے نفع اُٹھا سکے۔

شرکتِ عقد کی حقیقت کے بارے میں فقہا نے جو ذکر کیا ہے کہ شرکتِ عقد اَور شرکتِ ملک میں تین طرح سے اِمتیاز ہے :

(۱) شرکتِ عقد سے مقصود نفع میں شرکت ہے جبکہ شرکتِ ملک سے مقصود ملکیت اَور اِنتفاع ہے۔

(۲) شرکتِ عقد میں ہر شریک کاروباری معاملات میں دُوسرے کا شریک ہوتا ہے جبکہ شرکتِ ملک میں ہر شریک اپنے حصے میں تصرف کرنے میں خود مختار ہوتا ہے جبکہ دُوسرے کے حصے کے اِعتبار سے اَجنبی ہوتا ہے۔

(۳) شرکتِ عقد میں شرکاء آزاد ہوتے ہیں کہ نفع کی تقسیم میں جو چاہیں شرح طے کریں جبکہ

شرکتِ ملک میں ہر شریک اپنے حصے سے تنہا خود نفع اُٹھا سکتا ہے۔

صکوک کی وجہ سے جو شرکت وجود میں آتی ہے اُس میں شرکتِ عقد کی مذکورہ تینوں خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں۔

وکیل اِستثمار کی جانب سے عہد :

بعض صکوک میں مدیر نہ شریک ہوتا ہے اَور نہ مضارب ہوتا ہے اَلبتہ حاملینِ صکوک کا وکیل ہوتا ہے تاکہ صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن سے نفع کمائے۔ تو کیا اِس وکیل کے لیے جائز ہے کہ وہ حاملینِ صکوک سے عہد کرے کہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر وہ اَصل اَشیاء کو اُن کی قیمتِ اسمیہ کے عوض میں خرید لے گا۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ وکیل کا عہد اگرچہ مضارب اَور شریک کے عہد سے خفیف تر ہے لیکن پھر بھی جائز نہیں کیونکہ وکالت عقدِ اِمانت ہوتا ہے جس میں وکیل کو ضمان نہیں آتا مگر جبکہ اُس کی جانب سے تعدی یا کوتاہی ہو، مذکور عہد تو ضمان کے برابر ہے لہٰذا یہ ضمان جائز نہیں۔

مجلسِ شرعی نے معیارِ ضمانت میں لکھا :

''مضارب پر، وکیلِ اِستثمار پر یا کسی ایک شریک پر ضمانت کی شرط کرنا جائز نہیں ہے خواہ ضمانت اَصل شے کی ہو یا نفع کی ہو اَور عمل کی تسویق اِس بنیاد پر کرنا کہ اِستثمار کی ضمانت دی گئی ہے، جائز نہیں ہے۔''

وکیل اِستثمار کے عہد پر اِس مسئلے سے بھی اِستدلال کیا جاتا ہے جو معیار میں یوں ذکر ہے :

''جب وکالت میں ضمانت کی شرط نہ ہو پھر وکیل ایسے شخص کو جدا عقد سے ضمانت دے جس کے ساتھ اُس کا معاملہ چل رہا ہو تو یہ وکیل ضامن ہوگا لیکن وکیل ہونے کی حیثیت سے نہیں اِسی لیے اگر وہ وکالت سے معزول کر دیا جائے تب بھی وہ کفیل وضامن رہے گا۔''

ایک اَور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ وکیلِ استثمار اگرچہ اَصل میں ضامن نہیں ہوتا لیکن اِس عہد کی وجہ سے جو عقدِ وکالت سے علیحدہ ہے وہ کفیل بن جاتا ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے حالانکہ اَصل اَور فرع کے دَرمیان بڑا فرق ہے کیونکہ معیار میں مذکور صورت میں وکیل جدا عقد سے عمل کے مدیون کا کفیل بنتا ہے حالانکہ وہ ضمانت نہیں دے سکتا مگر جب مدیون (مدیر) اَپنے صحیح واجبات سے ہٹ جائے۔ لیکن وہ بائع کو اِس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ بیع میں ہر حال میں نفع ہوگا۔ صکوک کی صورت میں تو اِس طرح کہ وکیل اِستثمار کسی متعین مدیون کو ضمانت نہیں دیتا بلکہ وہ عمل تجارت کے نقصان کی ضمانت دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کی ضمانت قائم رہتی ہے۔ لیکن عمل تجارت میں نقصان ہوتا ہے بازار کے نرخ گر جانے کی وجہ سے یا اَور کسی سبب سے تو اِس کو اِس پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (جاری ہے)

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے !

سربراہانِ ممالکِ اِسلامیہ بالخصوص صدرِ پاکستان خصوصی توجہ فرمائیں

﴿ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم ، شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس ملتان ﴾

تقریبًا وقتًا فوقتًا سربراہانِ مملکت یہ اِعلان کرتے رہتے ہیں کہ دہشت گردی روکیں گے دہشت گردی کو جڑ سے اُکھیڑ دیں گے، دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دُوسرے کا تعاون کریں گے۔ خصوصًا صدر مملکت جہاں کہیں بھی دَورے پر گئے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دُوسرے کا تعاون کریں گے لیکن اَفسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ ''دہشت گردی'' کیا ہے ؟ حتی کہ اعلانِ مکہ میں بھی دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بظاہر اُن کے نزدیک دہشت گردی یہ ہے کہ اَمریکہ مخالف جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں یا جو بھی اَمریکہ مخالف ذہن رکھتا ہے وہ دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اَور اُس کو ''القاعدہ'' کا ساتھی قرار دیکر اَمریکہ کے حوالہ کیا جاتا ہے یا منظر سے غائب کر دیا جاتا ہے جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ؟ اَپنے ملک میں ہے یا کسی دُوسرے ملک کے حوالے کر دیا گیا۔ اِس سے زیادہ اُن سربراہان کے نزدیک دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں ہے اِس لیے کہ ہمارے سربراہان مرعوب ہونے کہ وجہ سے اَمریکہ کی بتلائی ہوئی دہشت گردی کو دہشت گردی کہتے ہیں۔

''دہشت گردی'' کی تعریف :

''دہشت گردی'' فارسی زبان کا لفظ ہے اَور فارسی کی مشہور لُغت غیاث اللغات صفحہ ۲۱۹ پر دہشت گردی کا معنٰی لکھا ہے حیرت وسراسیمگی اَور صفحہ ۲۶۷ پر سراسیمہ کا معنٰی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ اِسی طرح عربی لُغت مصباح اللغات صفحہ ۲۳۹ پر دھشا کا معنٰی متحیر ہونا لکھا ہے۔
لُغت کی اِن دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت گردی کا معنٰی ہے حیرانی پریشانی مدہوشی

اَور دہشت گرد کا معنٰی ہے حیرانی پریشانی اَور مدہوشی پھیلانے والا۔ لٰہذا ہر وہ شخص دہشت گرد کہلائے گا جو اِنسانوں کو پریشانی میں مبتلاء کرتا ہے اَور اَمن ِعامہ کو نقصان پہنچاتا ہے جس سے عوام پریشان ہوجاتی ہے۔ دہشت گرد اپنی قوت کے ذریعے دُوسرے کی رائے بدل دیتا ہے اِسی طرح جو بھی شخص اِنسانوں کی قیمتی چیزوں کا نقصان کرے وہ دہشت گرد ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اِسی دہشت گردی کو روکنے کے لیے ایک اُصول تجویز فرمایا ہے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ یعنی زبان اَور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ گویا کہ دہشت گردی کی اِبتداء زبان اَور ہاتھ سے ہوتی ہے اگر اِبتدائی مرحلہ میں ہی روک دی جائے تو ملک میں اَمن وسلامتی پھیلتی ہے کہ اِسلام نام ہی اَمن وسلامتی کا ہے۔

سب سے پہلے اِنسان زبان سے گالی اَور ہاتھ سے تھپڑ اَور مکے کے ذریعے دُوسرے کو پریشان کرتا ہے اگر اِس پر اِبتداء میں ہی قابو پالیا جائے تو دہشت گردی اِبتداء میں ہی ختم ہوجاتی ہے۔

ہاتھ کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو دُوسروں کے مال کی چوری کرنا، ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، دُوسرے کے گھر طاقت کے زور سے گھس جانا، دُوسرے کے گھر یا زمین پر قبضہ کر لینا جیسے جرائم سرزد ہوتے ہیں جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اَور اَمن ِعامہ خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اِسی بناء پر اگر کوئی ملک دُوسرے ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے تو بڑے درجہ کی دہشت گردی شمار ہوگی جیسا کہ اَمریکہ اَفغانستان میں گھس کر پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اَور اِسی طرح اَنڈیا کشمیر میں گھس کر دہشت گردی کر رہے ہیں اَور کوئی ملک بھی اُن کو روکنے کی بات نہیں کر رہا۔

ایسے ہی جب زبان کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو اِلزام لگا کر یا جھوٹا مقدمہ درج کروا کر یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی تہمت لگا کر لوگوں کو پریشان کرتی ہے اَور اَمن ِعامہ کو تباہ کرتی ہے۔ اِس کا سد باب کرنے کے لیے اِسلام نے تعزیر اَور زنا کی تہمت (چونکہ سنگین دہشت گردی ہے اِس لیے اِس) کی سزا اَسی (۸۰) کوڑے مقرر کی ہے تاکہ اَمن ِعامہ میں خلل نہ آئے اَور نقص اَمن نہ ہو۔ جب سے کافروں کا مسلمان ملکوں پر تسلط ہوا ہے اُس وقت سے کفار نے اَسلحہ کے زور پر مسلمان

ملکوں میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے اِسی طرح سے اُنہوں نے زبان کی دہشت گردی کو اِنتہا تک پہنچا کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کی توہین کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے پریشانی کا سبب ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کی توہین اِتنی سنگین دہشت گردی ہے کہ ہر مسلمان محبتِ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ناقابلِ برداشت اَذیت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ توہین کرنے والے کو مارنے کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ضابطہ ملحوظ رہے کہ دُوسرے کی جان، مال، عزت پر حملہ کرنے والا ''دہشت گرد'' ہے اَور اِن چیزوں کی حفاظت کرنے والا ''مجاہد'' کہلاتا ہے اگر اِن چیزوں کو بچاتا ہوا مارا جائے تو ''شہید'' کہلاتا ہے اِس لیے جو ناموسِ رسالت ﷺ پر حملہ کرتا ہے وہ دہشت گردی کرتا ہے اَور جو اِس کی پاسبانی کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید کہلاتا ہے۔ اِس سے دو اَمر ثابت ہوئے :

(۱) کسی کی جان، مال اَور عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے۔

(۲) دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے اَور ردِ عمل میں دہشت گرد کو مارنے والا مجاہد ہے دہشت گرد نہیں۔

حضور ﷺ کی توہین کرنے والا دہشت گرد ہے :

(۱) حضور ﷺ کی توہین کرنے والا ایک شخص کو نہیں بلکہ کل اُمتِ مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے والا ہے لہٰذا یہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

(۲) حضور ﷺ کو اَیذا پہنچانے والا قرآنِ پاک کی رُو سے واجب القتل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''بیشک وہ لوگ جو اللہ اَور اُس کے رسول کو اَیذا پہنچاتے ہیں اُن کے لیے دُنیا میں اَور آخرت میں اللہ کی طرف سے لعنت ہے اَور آخرت میں اُن کے لیے دَردناک عذاب تیار ہے۔''

دُنیا میں لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اُس کو قتل کیا جائے گا لہٰذا یہ جرم قابلِ قتل ہوا تو ایسے مجرم کو دہشت گرد قرار دیا جائے گا جس کا مرتکب قابلِ قتل ہو۔

(۳) جس کارروائی کے ردِعمل میں قتل کا حکم ہو وہ دہشت گردی ہے اَور توہینِ رسالت مآب ﷺ کے ردِعمل میں قتل کرنے کے واقعات معروف ہیں مثلاً متحدہ ہندوستان میں غازی علم دین شہیدؒ اَور پاکستان سندھ میں حاجی مانگ اَور غازی علم دین شہیدؒ کے قصے معروف ہیں۔

(۴) جس ذات کی عزت پر مسلمان جان، مال اَور اَولاد قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اُس کی توہین کا بدلہ لینے کے لیے تمام مسلمان اپنی جان، مال اَولاد اَور عزت قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اِس لیے توہینِ رسالت ﷺ کو سب سے بڑی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

(۵) اِسلام میں ڈاکہ، قتل، زنا کی سزا قتل ہے اَور تمام اَقوام ڈاکو، قاتل، زانی کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اِسی طرح اِسلام میں توہینِ رسالت ﷺ موجبِ قتل جرم ہے لہٰذا اِس کو بھی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ :

توہینِ رسالت دہشت گردی ہے اَور حالیہ اِحتجاجات کو تمام مسلمان ملکوں کی عوام میں پریشانی، بے قراری کے پیدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان سربراہوں سے دَرخواست :

(۱) اپنے تمام ملکوں میں عدالتوں کے ذریعے قانون پاس کروائیں کہ توہینِ رسالت کرنے والا دہشت گرد ہے اَور تمام مسلمان عدالتیں اِس توہین کو دہشت گردی قرار دیں نیز اَقوامِ متحدہ سے بھی توہینِ اَنبیاء علیہم السلام کو دہشت گردی قرار دِلایا جائے۔

(۲) تمام مسلمان سربراہان اِعلان کریں کہ توہینِ رسالت کرنے والا ہمارے قانون کی رُو سے دہشت گرد ہے اَور اِس کی سزا قتل ہے لہٰذا توہینِ رسالت کرنے والے مجرم کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

(۳) جب تک یورپی ممالک اِن دہشت گردوں کو مسلم سربراہوں کے حوالے نہ کریں اُس

وقت تک تمام مسلمان سربراہ کسی مجرم کو اُن کافروں کے حوالے نہ کریں۔

(۴) تمام مسلمان سربراہان اعلان کریں کہ آزادیٔ رائے کی آڑ میں توہینِ رسالت کرنے کی اِجازت نہیں دی جائے گی۔

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اِجازت دی جاسکتی ہے ؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے ؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں حضراتِ اَنبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کی توہین کی اِجازت دی جاسکتی ہے ؟

☆ کیا آزادیٔ رائے کی آڑ میں صدرِ مملکت کو گالیاں دی جاسکتی ہیں ؟

اِسلام میں دہشت گردی کی اِنتہا یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کر کے اُن کی توہین کی جائے ، اِسلام میں اِس کی سزا قتل ہے اَور یہ ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اِس لیے مغرب کی پیروی میں جو مسلمان کہلانے والے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا غیر مسلم اَقلیت کے جو اَفراد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اِسلام نے اُن کی سزا قتل رکھی ہے اَور اِس قانون کا نام ہے : ''قانون تحفظ ناموسِ رسالت''

قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم :

اَب جو مرد یا عورت قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کرنا چاہے یا ختم کرنا چاہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توہینِ رسالت کا دَروازہ کھولنا چاہتا ہے اَو وہ بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کی توہین کا مرتکب ہو کر دہشت گردی پھیلانا چاہتا ہے جس سے تمام مسلمان پریشان اَور اَذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اِس قانون کا اِستعمال غلط ہوتا ہے تو اِس کا یہ حل نہیں کہ اِس قانون کو ختم کر دیا جائے بلکہ اِس کا طریقہ یہ ہے کہ مقدمہ دَرج کرنے کا طریقہ کار ہی ایسا اِختیار کیا جائے جس میں یہ شبہ ہی نہ رہے کہ اِس قانون کا اِستعمال غلط ہوا ہے۔

اَور اگر بالفرض آپ کے نزدیک اِس کا یہی ایک حل ہے کہ اِس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر جتنے بھی قوانین کا غلط اِستعمال ہوتا ہے اُن سب کو ختم کرنا پڑے گا مثلاً چوری ، زنا ، ڈاکہ اَور زمین کے جھوٹے مقدمے درج کرائے جاتے ہیں اَور غریب طبقہ کا اِستحصال کیا جاتا ہے اَور ماوَرائے قانون یہ سب کچھ ہوتا ہے پھر اُن قوانین کو بھی ختم کر دیا جائے۔

اَب ذمہ داری پارلیمنٹ پر ہے کہ وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کی توہین کو دہشت گردی کے زُمرے میں لائے۔ عدلیہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جیسے خود کش حملہ کرنے والا ، دھماکہ کرنے والا ، قتل کرنے والا ، ڈاکہ ڈالنے والا دہشت گرد ہے ایسے ہی توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرنے والا دہشت گرد ہے ، عدالت توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے نہ یہ کہ توہینِ رسالت کے مرتکب کو قتل کر کے ناموسِ رسالت پر فدا ہونے والے کو دہشت گرد قرار دے۔

اِس تفصیل کو جاننے کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیریں رحمٰن نے قانون تحفظ ناموسِ رسالت میں ترمیم کا بل پیش کر کے کسی دہشت گردی کا اِرتکاب تو نہیں کیا تھا ؟ جس سے سارے مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوئے۔

اَور اِسی طرح عاصمہ جہانگیر نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی توہین کر کے دہشت گردی نہیں پھیلائی تھی ؟ جس کے نتیجہ میں پارلیمنٹ کے اَرکان نے قانون تحفظِ ناموسِ رسالت کا بل پاس کر کے قانون بنایا تھا اَور وہ اِس پر قائم ہے ، اُس نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔

ایسے ہی پچھلے دنوں جب تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے ملک گیر ہڑتال کی گئی تو عاصمہ جہانگیر نے یہ بیان دیا کہ ملا ڈنڈے کے زور پر تو ہڑتال کرا سکتا ہے لیکن دِل نہیں جیت سکتا اَور اُس نے سڑکوں پر دہشت گردی پھیلائی ہے۔ کیا یہ بیان دہشت گردی نہیں ؟

یہ دونوں مستورات جو کہ عملاً مکشوفات ہیں اِس قانون کو ختم کرانے کی سعی لاحاصل کر کے دہشت گردی تو نہیں پھیلا رہیں ؟ ایسے ہی اِن کو مملکت میں اَعلیٰ مناصب دے کر ملک کے سربراہان دہشت گردی کرنے والوں کی سرپرستی تو نہیں کر رہے ؟ ✪ ✪ ✪

شاہ شمس سبزواری : ایک تحقیق، ایک تجزیہ

﴿ جناب محمد عرفان شجاع صاحب، ناظم صفہ ٹرسٹ لاہور ﴾

''دَولت گیٹ ملتان میں شاہ شمس سبزواری کا مزار ہے آج کل یہ مزار اِثنا عشری حضرات کا بڑا مرکز ہے۔ یہ شاہ شمس کون ہیں ؟ آیا یہ اہلِ سنت والجماعت کے کوئی بزرگ ہیں یا شیعہ حضرات کے کوئی پیشوا ؟ یہ بات اچھی خاصی موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے، بہت سے اہلِ سنت حضرات اِن کو ''شاہ شمس تبریزی'' خیال کرتے ہیں جن سے مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ نے فیض پایا تھا، یہ خیال عوام کے ساتھ ساتھ بہت سے پڑھے لکھے حضرات کا بھی ہے، اِسی خیال کی بنیاد پر بہت سے سنی حضرات وہاں فاتحہ خوانی اَور حصولِ برکت کے لیے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن شاہ شمس کے بارے میں بہت ہی متضاد روایات پائی جاتی ہیں جنہوں نے اَصلیت کو دُھندلا کر رکھ دیا ہے، پتہ نہیں چلتا کہ صحیح کیا ہے اَور غلط کیا ہے۔ اِس لیے اَصلیت اَور صحیح بات کو جاننے کے لیے زیرِ نظر مضمون نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے، یہ ایک تحقیقی اَور وقیع مقالہ ہے جو تاریخ کے مستند حوالوں سے مزین ہے اِس مقالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ شمس سبزواری اہلِ تشیع کے ایک غالی فرقہ نزاریہ سے تعلق رکھتے ہیں اَور اِن کا اہلِ سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔'' (اِدارہ)

پس منظر :

سیّدنا اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ (م : ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء) کی وفات کے بعد جانشینی کے تنازع پر شیعہ فرقہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک گروہ نے سیّدنا اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سیّد موسیٰ الکاظمؒ (م ۱۸۳ھ/ ۷۹۹ء) کو اَپنا اِمام تسلیم کیا اَور ''موسوی'' بعد اَزاں ''اِثنا عشری'' کہلایا۔ دُوسرے گروہ نے سیّدنا اِمام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند اِسماعیل کو اپنا اِمام تسلیم کیا اَور اِسماعیلی یا سبعین (SEVENERS) کہلائے۔ [1]

[1] Encyclopedia Of Islam Brill , Vol iv ,pp 198-206

اِسماعیلیوں نے قریبًا سو سال محمد بن اِسماعیل کے نام پر اپنی خفیہ دعوت کا سلسلہ جاری رکھا چونکہ اِنہوں نے اپنی دعوت خفیہ طرز پر پھیلانی شروع کی تھی اِس بناء پر اِس کو باطنی تحریک بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمہ اللہ (ش:۱۳صفر المظفر ۱۴۲۱ھ/ ۱۸مئی ۲۰۰۰ء) نے اِس اِخفاء کی چند وجوہات ذکر فرمائی ہیں :

(ا) اِن کی دعوت اہلِ بیتؓ کے نام پر تھی اَور اہلِ بیتؓ کے اَکابر کو اِس دعوت کی ہوا تک نہ لگی تھی، اگر یہ دعوت اعلانیہ ہوتی تو ''ائمہ اہلِ بیتؓ ''اِس کو جھٹلا دیتے۔

(ب) دُوسری وجہ یہ ہوئی کہ اِن کی دعوت کا کوئی مربوط اَور مفصل نظام نہیں تھا جس داعی کی سمجھ میں جو بات آتی وہ کہہ دیتا۔ اعلانیہ دعوت کی صورت میں آپسی اِختلافات نمایاں ہو سکتے تھے۔

(ج) اَور سب سے بڑی وجہ یہ کہ اِسماعیلی دعوت میں جو باتیں بنیادی اُصول کے طور پر پیش کی جاتی تھیں وہ عام مسلمانوں کے لیے نہایت متوحش تھیں۔ [1]

بعد اَزاں اِسماعیلی شاخ دَرشاخ (مثلاً قرامطہ، فاطمی، دَروزی وغیرہ میں) تقسیم ہوئے اَور آپس میں بعض اَوقات اِختلافات بھی رُونما ہوئے مگر بنیادی عقائد اَور دعوت ایک رہی۔ اِسماعیلیوں کی اِس جدوجہد کے نتیجے میں اِن کو بعض علاقوں پر سیاسی غلبہ اَور اِقتدار بھی حاصل ہوا۔ ۲۷۸ھ/ ۸۹۱ء میں ایک اِسماعیلی گروہ جو تاریخ میں قرامطہ کے نام سے مشہور یا بدنام ہوا اُس نے خروج کیا اَور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے رکھا اَور خلیج فارس کے کنارے بحرین میں اپنی حکومت قائم کر لی جو آخر کار سلاجقہ کے ہاتھوں ۴۵۹ھ/ ۱۰۶۷ء میں اپنے اَنجام کو پہنچی۔ [2]

مصر میں عبیداللہ المہدی (م: ۳۲۲ھ/۹۳۴ء) نے ۲۹۷ھ/۹۱۰ء میں عبیدی (فاطمی) خلافت کی بنیاد رکھی جس کا خاتمہ سلطان صلاح الدین اَیوبی ؒ (م: ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء) کے ہاتھوں ۵۶۷ھ/۱۱۷۲ء میں ہوا۔ [3]

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ: مقدمہ کتاب، اِسماعیلیہ، اَز سیّد تنظیم حسین، اَلرحیم اکیڈمی کراچی ۱۹۸۶ء

[2] بحوالہ وِکی پیڈیا۔ [3] تفصیل کے لیے دیکھیے، رئیس اَحمد جعفری: تاریخ دَولت فاطمیہ۔ اِدارۂ ثقافت اِسلامیہ لاہور ۲۰۰۴ء

اِسی طرح ملتان میں اِسماعیلی حکومت قائم ہوئی جو عبیدی (فاطمی) خلافت کے زیرِ اَثر تھی جس کو سلطان محمود غزنویؒ (م:۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء) نے ۴۰۱ھ/ ۱۱۱۱۔۱۱۱۰ء میں ختم کیا۔ [1]

عبیدی (فاطمی) خلافت کے زمانہ میں اِسماعیلیوں کے دَرمیان جانشینی کے تنازع پر ایک اَور بڑا اِختلاف ہوا جس کے نتیجہ میں دو نئے گروہ وجود میں آئے: (۱) نزاریؔ (موجودہ آغا خانی) اَور (۲) مستعلویہؔ (موجودہ بوھرے)۔ نزاری سلسلہ کو ترقی حسن بن الصباح (م: ۵۱۸ھ/ ۱۱۲۵ء) کے ذریعہ ہوئی۔ حسن بن الصباح ۴۶۷ھ/ ۱۰۷۶۔۱۰۷۵ء میں مصر آیا اَور یہاں رُسوخ حاصل کیا۔ جانشینی کے اِختلاف کے بعد اِس نے کوہِ اَلبرز (اِیران میں قزوین کے قریب) ''اَلموت'' کے مقام پر ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرایا، وہاں ایک خفیہ تنظیم قائم کی جس کو حشیشین اَور ملاحدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مغربی مصنفین اِن کو (ASSASINS) یعنی قاتلین کا نام دیتے ہیں۔ [2]

حسن بن الصباح نہایت عیار آدمی تھا۔ اپنی وفات تک تقریبًا پینتیس سال ''قلعہ الموت'' سے باہر نہیں نکلا وہیں قلعہ میں مقیم رہ کر اپنے فدائین کے ذریعہ قتل وغارت گری اَور بدامنی کی آگ جلائے رکھی۔ ۶۵۴ھ/ ۱۲۵۶ء میں منگول لشکر کے ہاتھوں ''قلعہ الموت'' تسخیر ہوا اَور ملاحدہ اپنے اَنجام کو پہنچے [3] تیسری، چوتھی اَور پانچویں صدیاں اِسماعیلی اِقتدار کی صدیاں ہیں جو اِسلام اَور اہلِ اِسلام کے لیے نہایت تکلیف دہ اَور صبر آزما ثابت ہوئیں۔

اِسماعیلی داعیوں کی ہندوستان آمد :

سیاسی اِقتدار کے خاتمہ کے بعد اِسماعیلی دعوت کے مراکز بدلتے رہے جہاں اِسماعیلی داعیوں کو حالات سازگار نظر آتے وہیں پر اپنی دعوت کی بساط بچھا دیتے۔ سقوط الموت کے بعد کے

---

[1] اِعجاز الحق قدوسی : تاریخ سندھ، ص۲۹۷ تا ۳۲۲، اُردو سائنس بورڈ لاہور ۲۰۰۴ء

[2] تاریخ دَولت فاطمیہ ص۱۲۱ تا ص۱۲۳

[3] عطاء ملک جوینی: تاریخ جہانگشائی، ترجمہ علی محسن صدیقی، قرطاس پبلشرز کراچی ۲۰۰۰ء ص۶۹ تا ۱۱۰)

اِبتدائی عشرے نزاری اِسماعیلی (آغا خانی) کی گم نامی کے عشرے ہیں ۔ یہ مختلف علاقوں میں مقامی داعیوں کی قیادت میں رُو پوش ہوگئے ۔ ''نزاری اِمام'' بھی فارس میں خفیہ طور پر اپنے پیروکاروں کے ساتھ براہِ راست رابطہ رکھے بغیر'' قائم پذیر'' رہے۔ اِسی زمانہ میں نزاری ائمہ اَور اُن کے پیروکار تصوف کا بھیس بدلنے لگے کیونکہ مسلمانوں کی یہ روایت طریقت کے مختلف سلاسل کے ساتھ فارس میں بہت مقبول تھی ۔ ۱

ہندوستان میں چونکہ اِسماعیلیوں کو سیاسی اِقتدار حاصل رہا تھا اَور یہاں اِسماعیلی باقیات کچھ نہ کچھ موجود تھیں اِس لیے نزاری اِسماعیلی داعیوں کو یہاں تصوف کے بھیس میں باطنی تعلیمات اَور اِسماعیلی دعوت کی اِشاعت کے لیے بھیجا گیا جن میں اَوّلیت پیر نورالدین یا نور شاہ کو حاصل ہے جن کو بارہویں صدی عیسوی میں ہندوستان بھیجا گیا، اُن کی دعوت کا علاقہ گجرات اَور نوساری تھا، اُنہوں نے اپنا ہندووانہ نام رکھا اَور ''نورست گرو'' کہلائے ، اُنہوں نے اِسلامی طریقہ تبلیغ سے ہٹ کر ہندووانہ اَشعار اَپنائے ، اِن کا ذکر شیخ اِکرام نے آبِ کوثر میں بھی کیا ہے۔ ۲ دُوسرے اِسماعیلی داعی ''شاہ شمس سبزواری'' تھے جو ''نزاری اِمام'' قاسم شاہ کی جانب سے اِسماعیلی دعوت کے اِنتشار کے لیے بھیجے گئے ۔

شاہ شمس سبزواری :

اِسماعیلی تحریک کے سرکردہ دَاعی شاہ شمس سبزواری کے اِبتدائی حالات مختلف روایات اَور حکایات میں بکھرے ہوئے ہیں اِس لیے یقین کے ساتھ اِن کی پیدائش کے سال کی تعین نہیں کی جاسکتی اَور اِس سلسلہ میں بہت اِبہام پایا جاتا ہے۔ بعض محققین نے ۵۶۰ھ/ ۱۱۶۵ء تصور کیا ہے۔ ملتان میں اِن کے مزار میں جو شجرۂ نسب نقل کیا گیا ہے اُس کے مطابق سن پیدائش ۵۷۰ھ/ ۱۱۷۵ء بنتا ہے۔ ۳

سیّد تنظیم حسین صاحب نے اپنے نہایت مفید اَور تحقیقی مقالہ ''اِسماعیلیہ'' میں ۶۴۲ھ/ ۱۲۴۵ء

---

۱ ڈاکٹر رُوبینہ ترین : شاہ شمس سبزواری سوانح حیات اَور آثار (تاریخی تناظر میں)، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۲۰۰۷ء، ص ۲۴)۔ ۲ سیّد تنظیم حسین : اِسماعیلیہ، الرحیم اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۶ء ص ۱۰۵)۔ ۳ شاہ شمس سبزواری سوانح وآثار (تاریخی تناظر میں) ص ۳۴

اِختیار کیا ہے۔ بہرحال اِن کی ممکنہ پیدائش اِیران کے شہر سبزوار میں ہوئی جو نیشا پور کے قریب واقع ہے اِن کے والد صلاح الدین محمد نور بخش مبلغ تھے اَور اِسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱؎

شاہ شمس سبزواری نے طویل عمر پائی اَور بسلسلۂ اِسماعیلی دعوت بہت سے اِسلامی ممالک مثلاً بدخشان، تبت، عراق، عرب اَور مصر وغیرہ کے اَسفار کیے۔ ۶۶۴ھ/۱۲۶۶ء میں اِن کے والد کو اُن کی عقائد کی بناء پر قتل کر دیا گیا تو آپ نے ہندوستان کا رُخ کیا اَور دیبل کے راستے آخری عمر میں ہندوستان پہنچے اَور دس سال کراچی میں بسر کیے۔ اِسماعیلی باقیات کی کشش اُنہیں ملتان لے آئی تھی۔ ۲؎

شاہ شمس سبزواری یا شمس تبریزی ؟

کچھ غیر مستند کتابوں اَور چند عوامی حلقوں میں شاہ شمس سبزواری اَور شمس تبریزیؒ (مولانا رُومؒ کے شیخ) کو خلط ملط کر دیا جاتا ہے ڈاکٹر رُوبینہ ترین صاحبہ خزینۃ الاصفیاء کے حوالہ سے رقم طراز ہیں کہ :

> ''شمس الدین سبزواری نے ملتان کے اِرد گرد کے علاقے کے کمھاروں اَور سناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اَور لوگوں کو ہندو شمسی کا لقب دیا۔ اِن دِنوں بھی شمسی ہندو آغا خانی اِسماعیلی کے معتقد ہیں اَور اَب اُن کی نظر و نیاز کا رُخ سر آغا خان کی اَولاد کی طرف نکل گیا ہے۔''

مزید لکھتی ہیں :

> ''شاہ شمس سبزواری اَور شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اکثر لوگ غلطی کر جاتے ہیں، اِنہیں ایک شخصیت سمجھتے ہیں حالانکہ شاہ شمس تبریزیؒ اَور شخص ہیں۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ ملتان میں جس بزرگ شمس الدین کی قبر ہے وہ شمس الدین سبزواری تھے اُن کا شمس الدین تبریزیؒ سے کوئی تعلق نہیں۔'' ۳؎

شیخ اِکرام اپنی تصنیف آبِ کوثر میں شاہ شمس سبزواری کے متعلق لکھتے ہیں :

۱؎ شاہ شمس سبزواری سوانح اَور آثار (تاریخی تناظر میں) ص ۳۴۔ ۲؎ شاہ شمس سبزواری ص ۳۵

۳؎ ڈاکٹر رُوبینہ ترین: ملتان کی اَدبی وتہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، بیکن بکس لاہور ۲۰۱۱ء، ص ۱۷۷، ۱۷۸

''خوجوں کے دُوسرے مبلغ شاہ شمس تھے جو ملتان میں ایک بڑے شاندار روضہ میں آرام فرما ہیں، اُنہیں عام طور پر شاہ شمس تبریز کہا جاتا ہے لیکن خوجہ روایات کے مطابق وہ اِیران کے شہر سبزوار سے تشریف لائے اُن کے متعلق متعدد روایات مشہور ہوگئی ہیں۔'' ۱

تبلیغی حکمتِ عملی :

جو چیز نزاری اِسماعیلی داعیوں میں مشترک نظر آتی ہے وہ اُن کی فکر و نظر پر ہندومت کا غلبہ ہے۔ اِسی لیے اُنہوں نے ہندومت کے بعض عقائد کو صحیح تسلیم کیا ہے، ہندووانہ نام رکھے حتی کہ اپنی دعوت کے اَرکان کے نام بھی ہندووانہ رکھے مقامی تہذیبوں کی برتری تسلیم کرنے میں بھی تأمل نہیں کیا۔ ۲ اِسی بنا پر آج موجودہ عہد میں اِسماعیلی مذہب میں ویدانیت اَور ہندومت کے فلسفہ کا دخل بہت زیادہ ہے۔ شیخ اِکرام آبِ کوثر میں لکھتے ہیں :

''پنجاب کی ایک جماعت جو بظاہر ہندوؤں میں شامل ہے اَور خوجوں کے موجودہ اِمام آغا خان کو اپنا دیوتا تسلیم کرتی ہے اَور اَپنے آپ کو شاہ شمس کے نام پر ''شمسی'' کہتی ہے۔'' ۳

گنان :

شاہ سبزواری نے ہند اَور سندھ کی مختلف زبانوں میں عبور حاصل کیا اَور عوام تک رسائی کے لیے اَور مافی الضمیر کے اِظہار کے لیے شعر و نغمہ کا سہارا لیا۔ شاہ شمس سبزواری اَور قرونِ وسطٰی کے دُوسرے اِسماعیلی مبلغین نے برصغیر میں اپنے مسلک کے مطابق تبلیغ کرنے کے لیے مقامی زبانوں میں جو سریلے گیت سیکھے اُنہیں ''گنان'' کہا جاتا ہے۔ یہ گنان آغا خانی جماعت کے خواص میں مناجات کی صورت میں رائج ہیں۔ یہ گیت اُن کے یہاں متبرک آیات کا درجہ رکھتے ہیں اَور اُنہیں دینی تقدس حاصل ہے۔ اِسماعیلی دعوت دُوسرے مظاہر کے ساتھ ساتھ یہ گنان بھی صدیوں اِخفاء میں رہے

۱ شیخ اِکرام: آبِ کوثر، اِدارہ ثقافتِ اِسلامیہ لاہور، ۱۹۹۴ء ص ۳۴۳۔ ۲ اِسماعیلیہ ص ۱۰۸۔ ۳ آبِ کوثر ص ۳۴۳

اُنیسویں صدی عیسوی کے اَواخر میں اِن کی پہلی اِشاعت ہوئی اَور اَب اِسماعیلی طریقہ بورڈ نے اُردو رسم الخط میں چار جلدوں میں اِن کو ''گنان شریف'' کے نام سے شائع کردیا ہے مگر اِس مجموعے تک دسترس بہت محدود ہے اَور یہ محض اپنے مسلک کے لوگوں کے لیے شائع کیے گئے ہیں۔ ١

شاہ شمس سبزواری کے گنان بھی اَب منظر عام پر آچکے ہیں اُن کا ایک اِنتخاب ڈاکٹر رُوبینہ ترین صاحبہ نے اپنی محققانہ کتاب ''شاہ شمس سبزواری سوانح حیات اَور آثار (تاریخ کے تناظر میں)'' میں شائع کیا ہے۔ مجموعی طور پر اِسماعیلی داعیوں کے گنان دیکھنے کے بعد اِن کا رشتہ اِسلامی فکر سے جوڑنا بہت مشکل نظر آتا ہے جو اِن گنانوں کے نام ہی سے ظاہر ہے مثلاً من سمجھانی، گربی گنان، چندربان، برہم پرکاش اَور دس اَوتار وغیرہ۔ اِن گنانوں کے متعلق علی جاہ شیخ دیدار علی، مرتب تاریخ ائمہ اِسماعیلیہ شائع کردہ شیعہ اِمامی اَیسوسی ایشن برائے پاکستان میں لکھتے ہیں :

> ''پیر (شمس الدین سبزواری) کا کلام زیادہ تر صوفیانہ ہے جن میں دین کی تعلیم دی گئی ہے اِس کے علاوہ دعوت کے نادر نمونے بھی پائے جاتے ہیں مثلاً ہندومت کو اِسلامی رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔'' ٢

وفات :

شاہ شمس سبزواری کی سن پیدائش کی تو قطعی تعیین نہیں کی جاسکتی مگر مؤرخین کی اَکثریت اِس بات پر متفق ہے کہ اِن کا اِنتقال ملتان میں ۷۵۷ھ/ ۱۳۵۶ء میں ہوا اَور اِن کے مزار کی دیوار پر بھی یہی سن دَرج ہے۔ اِسماعیلی تاریخ ''نورِ مبین'' کے مطابق اِن کی وفات کی تاریخ ایک فارسی شاعر نے اَبجد کے حساب سے نظم کی ہے جس سے اُن کا سالِ وفات نکلتا ہے۔ ٣

ہجرت ہفت صد و پنجاہ و اَز ہفت
حساب حاسباں تاریخ دَر وقت

---

١ تفصیل کے لیے دیکھیے : شاہ شمس سبزواری ص۶۴ تا ۸۳ ۔ ٢ اِسماعیلیہ ص۱۰۶۔
٣ شاہ شمس سبزواری سوانح وآثار ص۵۳۔

شاہ شمس سبزواری کی وفات کیسے ہوئی کن حالات میں ہوئی تاریخ اِس بارے میں خاموش ہے۔ اِس خلا کو عمومًا مختلف خانہ ساز روایات سے پر کیا جاتا ہے جو تاریخی طور پر مستند نہیں سمجھی جاتیں مثلاً کھال اُتروانے کا قصہ وغیرہ۔ شاہ شمس سبزواری سے متعلق دیگر اَفسانوی روایات بھی ہیں جو شاہ شمس سبزواری کے عمومی تذکروں میں دوہرائی جاتی رہی ہیں جیسے سورج کا سوا نیزے پر آنا اَور بوٹی کا بھوننا اَور اِسی نوع کی دیگر بے سروپا روایات۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ مزارات سے منسلک ایسے لوگ جو مزارات کو مالی منفعت کا ذریعہ بنالیتے ہیں اَور چڑھاووں اَور نذر و نیاز کی صورت میں زَر و جواہر اَور مال و متاع کے اَنبار لگانے کے لیے صاحبِ مزار سے ایسی ایسی کرامات منسوب کردیتے ہیں جو بے سروپا اَور ناممکن نظر آتی ہیں۔ شاہ شمس سبزواری کے متعلق بھی غالبًا اِسی ذہنیت کی کارفرمائی ہے۔ حکایاتِ پنجاب میں ہے کہ :

> ''ملتان میں ایک مشہور شیعہ خاندان ہے جو اپنے آپ کو ملتان کے بزرگ شاہ شمس تبریزؒ نامی کی اَولاد بتاتا ہے۔ ۱۷۸۰ء میں اِس خاندان کے ایک فرد نے اِس بزرگ کے مزار پر ایک بڑا مقبرہ تعمیر کرادیا تھا آہستہ آہستہ یہ مقامی شمس تبریز اَصل شمس تبریزؒ سے خلط ملط ہوگیا اَور اُس کے مقبرے اَور اُس کے متولیوں کو بہت منافع ہوا اَور غالبًا اِس مقبرہ کو تعمیر کرانے والے کا مقصد بھی یہی تھا۔''[۱]

ایک مزید غلط فہمی کا اِزالہ :

کچھ عرصہ سے بعض حلقوں کی جانب سے اِس بات کا بھی اِظہار ہو رہا ہے کہ شاہ شمس سبزواری جو ملتان میں دفن ہیں اُن کا تعلق اہلِ سنت سے ہے۔ لیکن مذکورہ دلائل کی بناء پر واضح ہے کہ شاہ شمس سبزواری اِسماعیلی داعی تھے جو اِسماعیلی دعوت کے لیے ملتان آئے اَور ملتان میں موجود اِسماعیلی اُن کی باقیات میں سے ہیں۔

---

[۱] سی آر ٹمپل : حکایاتِ پنجاب، مترجم میاں عبدالرشید، مجلس ترقی اَدب لاہور ۱۹۹۲ء ص ۱۴۸

''ملتان میں پیر شمس کے پیروکار جو اَب بھی اِسماعیلی کہلاتے ہیں وہ نزاری اِسماعیلی اِمام آغا خان کے پیروکار ہیں، یہ لوگ زیادہ تر صراف اَور زَرگر ہیں اَور تجارت میں خاصا اَثر ورُسوخ رکھتے ہیں۔ شیخ سلاطین بخش مرحوم جو کئی برس پہلے وفات پاچکے ہیں اِمام آغا خان کے وزیر کے منصب پر فائز تھے، یہ آغا خانی اِسماعیلی بہت عرصہ سے ملتان میں آباد ہیں خصوصًا اَندرون پاک گیٹ میں واقع صرافہ بازار میں کاروبار کرتے ہیں۔'' [۱]

ایک بات خصوصی طور پر قابلِ ذکر اَور لائقِ توجہ ہے کہ شاہ شمس سبزواری کے حالات اہلِ سنت کے کسی بھی مستند تذکرہ میں موجود نہیں ہیں جو بجائے خود اِس بات کا قرینہ ہے کہ اِن کا تعلق اہلِ سنت سے نہیں ہے۔ اِس کے برعکس اِن کا تذکرہ قاضی نور اللہ شوستری (م: ۶۱۰ھ/۱۲۱۴۔۱۲۱۳ء) کی کتاب ''مجالس المؤمنین'' میں ہے جو شیعہ اَکابر کا تذکرہ ہے۔ اِس کے علاوہ اِسماعیلی مؤرخ علی نیارا نے اِسماعیلی تاریخ پر ایک ضخیم کتاب ''نورِ مبین'' میں شاہ شمس سبزواری کا مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ شیخ اِکرام نے خوجوں کی تاریخ ''بلاغ المبین'' کا حوالہ نقل کیا ہے جس میں اِن کا تذکرہ ہے۔ ۱۹۷۷ء میں تاج الدین صادق علی نے اِسماعیلیوں کی ایک جامع تاریخ ''اِسماعیلیہ تھورو ہسٹری'' مرتب کی ہے اِس میں شاہ شمس سبزواری پر ایک باب مختص ہے۔ اِس کے علاوہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے ڈاکٹر رُوبینہ ترین صاحبہ صدر شعبہ اُردو کی نہایت محققانہ کتاب ''شاہ شمس سبزواری سوانح و آثار (تاریخی تناظر میں)'' ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی جس میں شاہ شمس سبزواری سے متعلق جامع معلومات سامنے آئی ہیں جو اِن کو اِسماعیلی داعی کے طور پر سامنے لاتی ہے۔

آج کل شاہ شمس سبزواری کا مزار اِثنا عشری حضرات کے بڑے مرکز کی حیثیت سے معروف ہے مگر برطانوی عہدِ حکومت میں اِسماعیلیوں کے اُس وقت کے ''اِمام'' آغا خان سوم نے اِس مزار کی متولیت کا دعوی دائر کیا تھا مگر عدالتی چارہ جوئی کارگر نہ ہو سکی تاہم اِس مقبرہ کے دَر و دِیوار پر اَور بہت سی

---

[۱] شاہ شمس سبزواری سوانح و آثار ص ۶۰

جگہوں پر اِسماعیلی زائرین کی خوجگی رسم الخط میں لکھی تحریریں اَب بھی موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مزار اِسماعیلیوں کا مرجع عام تھا۔

شاہ شمس سبزواری یا اِن جیسے دُوسرے نزاری داعیوں کو بعض جگہ سنی کیوں سمجھا گیا اِس بات کی وضاحت سیّد تنظیم حسین صاحب نے اپنے مقالہ ''اِسماعیلیہ'' میں کی ہے، وہ فرماتے ہیں :

''اِن نزاری داعیوں/ پیروں کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ وہ کبھی اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے تھے کبھی شیعہ کبھی کسی صوفی سلسلہ سے وابستہ ظاہر کرتے تھے کبھی برسوں ہندو مندروں میں پوجا پاٹ کرتے تھے۔ تاریخ اُوچ میں مولوی حفیظ الرحمٰن خوجوں کے متعلق لکھتے ہیں : ''اُوچ کے اِسماعیلی خوجے بالعموم اِثنا عشری ہوگئے ہیں۔ اِس سلسلہ کے بزرگ بطورِ تقیہ اپنے آپ کو سہروردی سلسلہ سے منسوب ہونے کے مدعی ہیں۔'' [۱]

شیخ اِکرام صاحب مزید روشنی ڈالتے ہیں :

''اِسلامی حکومت کے دَوران تو نزاری عام مسلمانوں کے ساتھ گھلے ملے ہوتے تھے۔ اُن کی تجہیز و تکفین اَور بیاہ شادی کی رسمیں سنی علماء اَدا کرتے (اگرچہ وہ اپنے دیوانی جھگڑے اپنی پنچائیت سے طے کراتے)۔ مغربی پنجاب میں کئی اِسماعیلی سنی پیروں کے مرید تھے بلکہ پیر صدرالدین کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ سنی مسلمان تھے لیکن جب اُنیسویں صدی کے وسط میں آغا خان ہندوستان میں آگئے تو جماعت کو زیادہ منظّم اَور جداگانہ طریقے پر تربیت دیا گیا۔ ایک تو وہ لوگ جو خوجوں سے باہر ہیں (مثلاً پنجاب کے شمسی اَور گجرات کے ست پنتھی) اُنہیں بھی آغا خان کی قیادت میں منسلک کرنے کی کوشش کی گئی، اَور ہو رہی ہے۔ اَور دُوسرے آغا خان اَوّل نے حکم دیا کہ اُن کے پیرو بیاہ شادی تجہیز و تکفین اَور وضو طہارت میں اپنی جماعت

---

[۱] اِسماعیلیہ ص۱۰۹

کے لوگوں کی پیروی کریں بعض لوگوں نے اِس حکم کی مخالفت کی بلکہ بمبئی ہائیکورٹ میں اِس مسئلے پر ۱۸۶۴ء میں ایک اہم مقدمہ لڑا گیا جس میں اُن لوگوں کی طرف سے کہا گیا کہ پیر صدرالدین سنی تھے اَور شروع سے اُن کے پیرو شادی بیاہ وغیرہ میں سنی علماء کو بلاتے رہے ہیں۔ آغا خاں اَوّل کی طرف سے کہا گیا کہ یہ سب باتیں تقیہ میں داخل تھیں اَور پیر صدرالدین کو اِسماعیلی اِمامِ وقت شاہ اِسلام شاہ نے اِس لیے داعی بنا کر بھیجا تھا کہ وہ لوگوں میں اِسماعیلی عقائد پھیلائیں۔ عدالت نے آغا خان اَوّل کا یہ دعوی قبول کرلیا جس پر بعض خوجے اُن سے علیحدہ اَور علانیہ طور پر سنی ہوگئے۔'' [۱]

اَور آخر میں ہم شاہ شمس سبزواری کے متعلق سیّد اَمین گیلانی صاحبؒ (م:۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) کا تأثر اَور اَمیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ (م:۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) کا قولِ فیصل نقل کرتے ہیں۔ سیّد اَمین صاحب گیلانیؒ فرماتے ہیں :

''ایک روز ملتان قلعہ پر گیا۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ اَور شاہ رُکنِ عالمؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ خیال آیا شاہ شمس کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھ کر آؤں میں اَبھی مزار سے بیس قدم اِدھر ہی تھا کہ یکدم میری حالت غیر ہوگئی، جی گھبرانے لگا گھٹنے کانپنے لگے جہاں تھا وہاں سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا، حیران ہوا کہ اَچانک ہی یہ کیا ہوگیا تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر سوچا کوئی حکمتِ اِلٰہی ہے، واپس ہوجاؤں۔ واپسی پر چند قدم چلا تو طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی۔ میں دیکھ کر کہ طبیعت بالکل چاق و چوبند ہے پھر پلٹا کہ فاتحہ پڑھ ہی لوں لیکن جب عین پہلی جگہ پہنچا تو میری حالت بدل گئی اَور قدم رُک گئے۔ اَب میں کچھ خوفزدہ ہوا اَور جلدی سے پلٹ آیا پھر چند قدم

---

[۱] آبِ کوثر ص۳۵۲

چل کر میری حالت بالکل درست ہوگئی۔ اَب تیسری دفعہ میں نے اِرادہ آزمانے کے لیے مزار کا رُخ کرلیا مگر وہی ہوا جو پہلے دوبار ہو چکا تھا، میں اِستغفار پڑھتا ہوا تیز قدموں سے واپس آ گیا۔ میرا حال پھر ٹھیک ٹھاک ہوگیا میں وہاں سے سیدھا اَمیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے ملاقات کے لیے اُن کے یہاں حاضر ہوگیا۔ دیکھا تو اُن کے پاس ایک سفید ریش دَراز قد بزرگ رُومی ٹوپی پہنے مصروفِ گفتگو تھے میرے جانے سے اُن کا سلسلہ گفتگو رُک گیا۔ شاہ صاحب بغل گیر ہوئے اُن صاحب نے بھی ہاتھ ملایا۔ مختصر خیر خیریت ہوچکی تو وہ صاحب پھر شاہ صاحب سے مخاطب ہوئے ''ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ تاریخ سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ شاہ شمس تبریزؒ کبھی ملتان آئے ہوں بلکہ اُن کا کبھی ہندوستان میں بھی آنا ثابت نہیں۔ یہ قلعہ پر جو شاہ شمس ہے وہ سبزواری ہے یہ قرامطیوں کا سردار تھا (مجھے نام بھول گیا) فلاں حاکم ملتان نے قرامطیوں سے جہاد کیا بہت سے قتل کر دیے، یہ کم بخت بھاگ گیا اَور ایک عرصہ تک رُوپوش رہا۔ جب وہ حاکم ملتان فوت ہوا تو یہ شمس سبزواری پھر کہیں ملتان آیا وغیرہ وغیرہ۔ جب اُن کی بات مکمل ہوگئی تو عقدہ کھل گیا کہ میں اُس کی قبر پر کیوں فاتحہ نہیں پڑھ سکا۔ میں نے یہ تازہ واقعہ شاہ صاحبؒ اَور اُن حضرت کو سنایا تو شاہ صاحبؒ بہت خوش ہوئے اَور فرمایا : ''اَمین ! اللہ تجھ سے راضی رہے اُس نے پسند نہ کیا کہ تم ایک بے اِیمان پر فاتحہ پڑھو۔''[1]

---

[1] سیّد اَمین گیلانی : قدرت کے کرشمے، اِدارہ سادات شیخوپورہ ۱۹۹۵ء ص ۶۱، ۶۲

شاہ شمس سبزواری کے بارے میں ایک اِستفتاء اَور اُس کا جواب :

سوال : ملتان کے مزارات میں ایک مرزا'' شاہ شمس'' کا بھی ہے کچھ لوگ اِن کو بھی بڑا بزرگ سمجھتے ہیں اَور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شیعہ تھے اِس کی صحیح حقیقت سے واضح فرمائیں۔

(ایم ایم جعفر، نواں شہر، ملتان)

اَلجواب : سیّد شمس الدین مذکور اِیران کے علاقہ سبزوار میں پیدا ہوئے اِس لیے ''سبزواری'' کہلاتے ہیں اِنکا تعلق اہلِ تشیع کے فرقہ نزاریہ سے تھا اِس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ حاضر اِمام خدا کا مظہر ہوتا ہے۔

شمس الدین صاحب مذکور کی اَپنی تصنیف کردہ کتاب ''گنان برہم پرکاش'' میں ہے :

''اِس کلجگ میں خداوندِ عالم کا مظہر ظہور اِنسانی جسم میں ہے اَور وہ ساری رُوحوں کا شہنشاہ ہے یعنی حاضر اِمام۔''

اُن کے نزدیک حاضر اِمام سب کچھ ہے۔ نیز یہ لوگ اپنی عبادت گاہ کو جماعت خانہ کہتے ہیں اُن کا کلمہ یہ ہے :

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُاَنَّ عَلِيًّا اَللّٰهُ

اِس فرقہ کا طریقہ یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو مصلحت کے تحت کبھی سنی ظاہر کرتے ہیں اَور کبھی شیعہ کبھی کسی صوفی سلسلہ سے وابستگی ظاہر کرتے ہیں۔ شمس الدین صاحب مذکور کو بھی نزاری سلسلہ کے اِمام قاسم شاہ نے پیر کا لقب دے کر اِیران سے باہر تبلیغ کے لیے بھیجا تھا۔ یہاں پہنچ کر جب اُنہوں نے علاقۂ پنجاب کی پیر پرستی کو دیکھا تو اُنہوں نے بھی اپنے آپ کو پیر کے بہروپ میں ظاہر کیا اَور دَر پردہ اپنے کفریہ عقائد کی تبلیغ کرتے رہے۔ جاہل عوام آج تک اُن کو پیر و بزرگ سمجھ کر اُن کے معتقد چلے آرہے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد اَنور

۱۳۹۴ھ

(خیر الفتاوی ج ۱ ص ۵۴۷)

وفیات

۴؍ اکتوبر بروز جمعہ جامعہ مدنیہ جدید کے دَرجۂ متوسطہ کے طالب علم اِمداد اللہ ولد داد شہ ضلع کوئٹہ سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے اَور دَریائے چناب میں کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے خود ڈوب کر شہید ہوگئے۔ اُن کو بچانے کے لیے دَریا میں کودنے والے اُن کے چچازاد بھائی بھی شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ دونوں شہیدوں کی مغفرت فرماکر اَپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اَور اُن کے والدین کو اِس عظیم حادثہ پر صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

۵؍ اَکتوبر بروز جمعہ کو جمعیۃ علماء اِسلام کوئٹہ کے سابق اَمیر حضرت مولانا نور محمد صاحب اَچانک دِل کا دَورہ پڑنے سے وفات پاگئے۔ آپ جامعہ اِسلامیہ عربیہ دارُ العلوم پشتون آباد کوئٹہ کے بانی اَور شیخ الحدیث بھی تھے۔

خوشاب کے محترم محمد رضوان صاحب کی خوشدامن صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پاگئیں۔

۳۰؍ ستمبر کو کراچی کے حضرت مولانا اِعجاز اَحمد خان صاحب سنگھانوی مدظلہم کی اہلیہ صاحبہ اِنتقال فرماگئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۸/ اَکتوبر کو مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم جامعہ جدید کے طالب علم کی تعزیت کے لیے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور اَساتذہ کی خواہش پر طلباء سے مختصر بیان فرمایا۔ بعد اَزاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کے لیے اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اَور چناب نگر میں ختمِ نبوت کانفرنس کے موقع پر دَریائے چناب میں ڈوب کر شہید ہونے والے طالب علم کی حضرت سے تعزیت کی اَور اِس اَلمناک حادثہ پر نہایت اَفسوس کا اِظہار فرمایا۔

۱۲/ اَکتوبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم فریضہ حج اَدا کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔

۱۷/ اَکتوبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی طرف سے شبانِ ختمِ نبوت والوں کو رات کے کھانے کی دعوت تھی جس میں ہائی کورٹ کے وکلاء بھی تشریف لائے ، بعد اَزاں کھانے کے بعد ملکی اَور بین الاقوامی اُمور پر کافی دیر گفتگو ہوتی رہی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور